تابوت والی لڑکیاں
اے حمید
۱۳۷
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

تابوت والی لڑکیاں

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیارے ساتھیو

عنبر ناگ ماریا کی 137 ویں قسط آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی خوشی حاصل کر رہا ہوں۔ خوشی اس لئے کہ آپ کے خط مجھے مسلسل مل رہے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ عنبر ناگ ماریا کی داستان کی قسطوں کو کس قدر پسند کر رہے ہیں۔ یہ بات میرے لئے حوصلہ افزا بھی ہے کیونکہ میں نے عنبر ناگ ماریا کی طویل داستان آپ ہی کے لئے شروع کی تھی اور آج بھی اسی محبت خلوص اور دیانت داری کے ساتھ آپ ہی کے لئے لکھ رہا ہوں۔ ہاں اتنی ضرور کوشش کرتا ہوں کہ کہانی کی دلچسپی اور لطف کے ساتھ ساتھ آپکو ایسی اچھی اچھی باتیں بھی معلوم ہو جائیں جو زندگی میں آپ کے کام آئیں۔

میری طرف سے دلی شکریہ قبول فرمائیں۔

۲۵۴۔ این راہ چمن سمن آباد لاہور

اے۔ حمید

قیمت: ۵۰/-

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

ناشر: نیا مکتبہ اقراء، ۱۳- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: ابن حسن پرنٹرز، آبکاری روڈ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

شیشے کا آدمی
ناگن کوئین
سفید سایہ
تابوت والی لڑکیاں
...یا کا پنجہ

شیشے کا آدمی

اہرام میں اندھیرا تھا۔

کبالی آگے آگے تھی۔ تھیو سانگ ناگ اور ماریا اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ کبالی اپنے دکھی باپ سے ملنے کو بے چین ہو رہی تھی۔ جب وہ ممی والے دلان کے قریب سے گزرے تو تابوت میں لیٹی ممی نے خوش ہو کر کہا۔

"آج غم زدہ باپ کی ہزاروں برس کی خواہش پوری ہو رہی ہے۔ باپ سے اس کی بیٹی ملنے والی ہے۔"

تھیو سانگ نے ممی کا شکریہ ادا کیا۔ کبالی نے پوچھا کہ یہ کس کی آواز تھی؟ ماریا اور تھیو سانگ نے اسے تابوت والی ..ن ممی کے بارے میں بتایا اور پھر وہ ساتویں ستون کی طرف بڑھے۔ اچانک انہیں بربط پر لوری کی دھن بجانے کی آواز سنائی دی۔ کبلی کے دل میں باپ کی محبت نے جوش مارا۔ اس کی ساری یادداشت پہلے ہی واپس آ چکی تھی۔ اب اس نے بربط پر لوری کی آواز سنی تو بے چین ہو کر اپنے باپ کو آواز دی۔ بربط

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ کھڑے تابوت کا ڈھکن آہستہ
کی آواز رک گئی۔ پھر دیوار کے
سے کھلنے لگا۔ کبالی نے میز پر اپنا مجسمہ دیکھا تو آنکھوں میں آنسو
بھر کر بولی۔

"یہ مجسمہ میرا ہی ہے۔"

اتنے میں تابوت میں سے کبالی کا باپ باہر نکل آیا۔ وہ بے حد بوڑھا ہو گیا تھا۔ مگر بیٹی نے باپ کو پہچان لیا۔ ایک چیخ مار کر اپنے باپ سے لپٹ گئی۔ باپ اور بیٹی دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے باپ نے بیٹی کے سر کو چوم کر پیار کیا اور آنسوؤں بھری آواز میں بولا۔

"میری بچی! آج میرے دل کی آس پوری ہو گئی۔ میں تھیوسانگ اور ماریا کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

تھیوسانگ نے کبالی کے باپ سے ناگ کا تعارف کرایا۔

کبالی نے کہا۔

"ابا جان! اگر تھیوسانگ ماریا اور ناگ میری مدد نہ کرتے تو میں کبھی آپ سے نہ مل سکتی تھی۔"

باپ نے کہا۔

"میری بیٹی قدرت نے میرے گناہ معاف کر دیئے۔ اور ان دوستوں کو میرے پاس بھیجا۔ میں اب سکون سے جنت میں جا سکوں گا اور ان کے لئے ہمیشہ دعا مانگتا رہوں گا۔"

کبالی باپ کے کپکپاتے ہوئے بازو سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے بولی۔

"ابا جان! میں آپ کو جدا نہیں ہونے دوں گی۔ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔"

باپ نے بیٹی کے سر پہ ہاتھ رکھا اور لرزتے ہونٹوں سے بولا۔

"میری بیٹی! میں نے ہزاروں برس تک تیرا انتظار کیا۔ تو مجھے مل گئی۔ تجھے دیکھ لیا۔ میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ میرے دل کو تسکین ہو گئی اب مجھے جانا ہی ہو گا۔ اس لیے کہ میں پہلے ہی سے مر چکا ہوں۔ یہ تو بیٹی کی محبت نے مجھے اب تک زندہ رکھا ہوا تھا۔"

تھیوسانگ ماریا اور ناگ خاموش تھے۔ وہ باپ بیٹی کی گفتگو میں دخل نہیں دینا چاہتے تھے۔ جب کبالی نے اصرار کیا کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ ہی جنت میں جائے گی تو باپ نے بیٹی کا ماتھا چوما اور کہا۔

"تمہیں ابھی زندگی کی بڑی بہاریں دیکھنی ہیں۔ تم خدا کے فضل سے زندہ رہو گی۔ تمہارے بچے ہوں گے۔ ان بچوں کے بچے ہوں گے۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ اب مجھے اجازت دو۔"

باپ اپنی بیٹی کو الگ کرنا چاہتا تھا مگر بیٹی باپ کا بازو نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی حالت میں

پھوٹ رہی تھی۔ وہ بازو کو پکڑے آنسو بہا رہی تھی۔

باپ نے بربط اٹھایا اور اس پر ایک بڑی ہی دردناک دھن بجانی شروع کر دی۔ یہ لوری کی دھن نہیں تھی۔ بیٹی کبالی اپنے باپ سے لگی رو رہی تھی۔ بربط کی دردناک آواز پر وہ چپ ہو گئی۔ اور بھیگی ہوئی آنکھوں سے اپنے بوڑھے باپ کو تکنے لگی۔ دیکھتے دیکھتے بوڑھے باپ کا جسم نیلے رنگ کے دھوئیں میں بدلنا شروع ہو گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔

کبالی چیخ مار کر باپ کے خالی تابوت سے لپٹ گئی اور زار و قطار رونے اور ہچکیاں لینے لگی۔ اب تھیوسانگ، ماریا اور ناگ اس کے پاس گئے اور اسے حوصلہ دیا۔ ماریا نے کہا۔

"کبالی بہن تمہیں خوش ہونا چاہیئے کہ تمہارے باپ کا ہزاروں سال کا عذاب ختم ہو گیا اور اب اس کی روح جنت میں داخل ہو گئی ہے۔"

ناگ بولا۔

"اگر تم اس طرح آنسو بہاؤ گی تو تمہارے باپ کی روح کو تکلیف ہو گی۔"

کبالی خاموش ہو گئی۔ وہ چادر سے اپنے آنسو پونچھنے لگی اور بولی۔

"مجھے اس بات کا بڑا غم ہے کہ اتنی مدت کے بعد باپ سے ملی بھی تو چند لمحوں کے لیے اور باپ مجھ سے ایک بار پھر جدا ہو گیا۔"

تھیوسانگ نے کہا۔

"تقدیر میں یہی لکھا تھا۔ اب تمہیں نئی زندگی شروع کرنی ہو گی۔ چلو۔ یہاں سے چلتے ہیں۔"

انہوں نے کبالی کو ساتھ لیا اور اہرام کے شگاف کی طرف چلے واپسی پر انہوں نے تابوت میں لیٹی ہوئی ممی کا شکریہ ادا کیا۔ ممی کی آواز آئی۔

"اہرام سے باہر کوئی تمہاری راہ دیکھ رہا ہے۔"

تھیوسانگ نے تعجب سے پوچھا "وہ کون ہے؟"

ممی کی آواز آئی۔

"تمہیں خود بخود پتہ چل جائے گا۔"

ممی کی آواز بند ہو گئی۔ اہرام میں گہری خاموشی چھا گئی۔ غمزدہ اداس کبالی کو ساتھ لے کر وہ اہرام کے شگاف میں سے باہر نکل آئے۔ باہر آسمان بادلوں میں گھرا ہوا تھا۔ سیاہ بادلوں کی وجہ سے دن کی روشنی بہت دھندلی ہو گئی تھی۔ اہرام کے شگاف کو پتھر سے دوبارہ بند کر دیا گیا۔ ماریا نے کبالی کو اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ کبالی بڑی اداس تھی۔ ماریا اور ناگ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تسلی دے رہے تھے۔ مگر کبالی کے دل کو قرار نہیں آ رہا تھا۔ اس نے آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"مجھے لگتا ہے کہ میں باپ کے بغیر زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکوں گی"

ماریا نے کہا۔

"ایسی باتیں نہ کرو۔ کبالی! نہیں تو تمہارے باپ کی روح کو تکلیف ہو گی۔ تمہارے باپ نے تمہیں کہا تھا کہ تم بہت دیر تک زندہ رہو گی اور تمہارے بچوں کے بچے ہوں گے۔"

مختیو سانگ اور ناگ نے بھی کبالی کو تسلی دی اور کہا کہ وہ اس قسم کے اداس خیالات کو اپنے ذہن سے نکال کر باہر پھینک دے اور اپنے باپ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے خوش و خرم زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے۔ کبالی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ ریت پر بیٹھ گئی۔ وہ بار بار کہہ رہی تھی۔

"میں اپنے باپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ میں زندہ نہیں رہ سکتی۔ میں خودکشی کر لوں گی۔"

اب تو مختیو سانگ اور ماریا ناگ کو پریشانی ہوئی کہ کہیں سچ مچ کبالی اپنے آپ کو مار نہ ڈالے۔ کبالی سر گھٹنوں میں اپنے دیئے باپ کی یاد میں روئے جا رہی تھی۔ مختیو سانگ، ماریا اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ ان کے کانوں میں ایک ساتھ ہلکی سی سرگوشی کی آواز آئی۔ آواز کبالی کے

باپ کی روح کی آواز تھی۔

روح کی آواز نے کہا۔

"میرے بچو! گھبراؤ نہیں۔ میں اپنی بیٹی کو ماضی کی تلخ یادوں کے دکھ سے نجات دلا رہا ہوں۔"

یہ آواز صرف مختیو سانگ ناگ اور ماریا ہی کو سنائی دی تھی۔ کبالی اپنے باپ کی روح کی آواز نہیں سن سکی تھی۔ اچانک روتے روتے وہ رک گئی۔ چپ ہو کر وہ ماریا مختیو سانگ اور ناگ کی طرف حیرانی سے دیکھ کر بولی۔

"تم لوگ مجھے میرے قبیلے سے یہاں کیوں لے آئے ہو؟"

ماریا مختیو سانگ اور ناگ سمجھ گئے کہ باپ کی روح نے اپنی بیٹی کے ذہن سے ماضی کی غمگین یادوں کو دھو کر صاف کر دیا ہے تاکہ اس کی بیٹی سکون، خوشی اور اطمینان سے اپنی بھرپور زندگی بسر کر سکے۔

مختیو سانگ نے جلدی سے کہا۔

"کبالی! تم کو ڈاکو تمہارے قبیلے سے اغوا کر کے یہاں لے آئے تھے۔ ہم نے ڈاکوؤں کو بھگا کر تمہیں ان سے چھڑایا ہے۔"

ماریا نے ساتھ ہی کہا۔

"اور اب ہم تمہیں تمہارے باپ کے پاس تمہارے قبیلے کی طرف لے جا رہے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے بھی اس بات کی تائید کی تھی اس طرح۔ مریا۔ کبالی کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"مجھے کچھ یاد آرہا ہے کہ ہمارے قبیلے پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا تھا"

تھیو سانگ نے فوراً ڈاکوؤں کے حملے کی ایک کہانی گھڑ کر سنا دی۔ کیونکہ کبالی کی یاد داشت اس کے باپ کی روح کی دعا سے پھر ویسی ہی ہو گئی تھی اور اب اسے کچھ یاد نہیں رہا تھا کہ وہ اپنے دکھی باپ سے ملنے یہاں اہرام میں آئی تھی۔ یہ بات اس کے لیے اچھی تھی۔ اب وہ اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکتی تھی۔ بیٹی سے مل کر اس کے باپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی تھیں۔ اس کی روح کو سکون مل گیا تھا۔ کبالی اٹھ کھڑی ہوئی اور خچروں کی طرف بڑھ کر بولی۔

"مجھے جلدی اپنے باپ کے پاس قبیلے میں پہنچا دو۔ میرا باپ میرے لئے بے حد پریشان ہو رہا ہو گا"

تھیو سانگ ماریا اور ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ان کے چہروں پر اطمینان تھا۔ انہوں نے کبالی کو خچر پر سوار کیا۔ خود بھی دوسرے خچروں پر بیٹھے اور واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ جس راستے سے آئے تھے اسی راستے سے ہوتے ہوئے وہ تین دن کا سفر طے کرنے کے بعد ان تین سرخ پہاڑوں کی وادی میں آگئے جہاں کبالی کے باپ کا قبیلہ آباد تھا۔ تھیو سانگ ناگ

اور ماریا خود اس کے باپ کے پاس نہیں جانا چاہتے تھے انہوں نے اسی جگہ سے کبالی کو رخصت کر دیا۔ کبالی نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اصرار کیا کہ وہ بھی اس کے باپ کے پاس چلیں مگر تھیو سانگ نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں رہی اب۔ تم خوشی خوشی اپنے قبیلے میں جاؤ۔ ہمیں آگے سفر کرنا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے کبالی کے خچر کو قبیلے کی طرف روانہ کر دیا۔

جب کبالی کی خچر درختوں میں غائب ہو گئی تو تھیو سانگ نے گہرا سانس بھرا اور بولا۔

"شکر ہے ایک غم زدہ باپ کا عذاب ختم ہوا اور اس کی روح کو سکون ملا۔

ماریا نے کہا۔

"یہ مہم بھی کامیابی سے پوری ہو گئی۔ اب ہمیں کیٹی اور عنبر کی تلاش شروع کرنی ہو گی"

ناگ بولا۔

"پہلے یہاں سے نکل چلیں۔ پھر غور کریں گے۔

انہوں نے خچروں کو موڑا اور سرخ پہاڑوں کی وادی سے باہر نکل آئے۔ جب وہ اس وادی سے کافی دور چلے گئے تو ایک جگہ پہاڑی کے دامن میں بیٹھ کر عنبر اور کیٹی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ کیٹی جل پری کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندری چٹانوں
میں اور عنبر، پانڈو سفید خونی کے روپ میں سمندری چٹانوں کے پاس سمندر میں ہے۔ عنبر اس حالت میں ہے کہ اسے ایک پتھر کے ساتھ زنجیروں کے باندھ دیا گیا ہے اور سمندر کی تہہ میں پھینکا ہے۔ جبکہ کیٹی منگلا دیوی کے جادو سے جل پری کی شکل میں سمندری چٹانوں کے بیچ میں رہ رہی ہے اور اسے یہ بھی یاد نہیں ہے کہ وہ اصل میں کیٹی ہے۔

ماریا کہنے لگی۔

"میری رائے یہ ہے کہ ہمیں برازیل کے اس علاقے میں چلنا چاہیئے جہاں پرانے کھنڈر بکھرے ہوئے ہیں اور ہزاروں برس پرانا ایک خلائی اڈا بھی ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں ہمیں عنبر اور کیٹی کا کوئی سراغ مل جائے۔"

ناگ نے اس رائے کا اظہار کیا کہ ان کھنڈروں میں ہمیں عنبر کیٹی کا سراغ کیسے ملے گا؟ تھیوسانگ بولا

"وہاں سنا گیا ہے کہ کوئی خلائی شخص ہزاروں سال سے کہیں چھپا ہوا ہے۔ ممکن ہے اس سے کیٹی کا پتہ چل جائے۔ کیونکہ کیٹی بھی ایک خلائی مخلوق ہے۔"

ناگ اور ماریا کو یہ تجویز پسند آگیا۔ آخر انہیں کسی نہ کسی طرح کوچ کرنا ہی تھا۔ آخر یہی فیصلہ ہوا کہ مایا دیوی کے کھنڈروں میں واپس چلا جائے اور خلائی آدمی کو تلاش کیا جائے۔ وہاں

سے نکل کر سفر کرتے ہوئے آخر ایک ہفتے کے سفر کے بعد تھیوسانگ ماریا اور ناگ واپس مایا دیوی کے کھنڈروں سے کچھ فاصلے پر اس بنجر ویران علاقے میں پہنچ گئے۔ جہاں انہیں زمین پر ایک بہت لمبی ہوائی پٹی نظر آئی۔ ہوائی پٹی رن وے RUN WAY کو کہتے ہیں۔ جہاں سے ہوائی جہاز ایک لمبی دوڑ لگا کر ایکدم سے فضا میں بلند ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ ہوائی پٹی یا خلائی پٹی اتنی چوڑی اور لمبی تھی کہ صاف لگتا تھا کہ یہ خلائی جہازوں اور راکٹوں کے اترنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ لیکن اب اس کی حالت بے حد خستہ ہو گئی تھی۔ جگہ جگہ سے پتھروں کی سلیں اکھڑی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ جنگلی خشک جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ پتھروں کی سلوں کے ڈھیر پڑے تھے جن میں چھپکلیاں کیڑے مکوڑے اور بچھو رینگ رہے تھے جن کے آس پاس زرد ریتلی مٹی کی اونچی اونچی ٹیکریاں پھیلی تھیں۔ ان پر دھوپ چمک رہی تھی۔ ان ٹیلوں میں کہیں کہیں گہرے شگاف تھے جو اندر سے تاریک اور ٹھنڈے تھے۔

تھیوسانگ ماریا اور ناگ نے ویران خلائی پٹی کو شروع سے آخر تک غور سے دیکھا۔ وہاں کسی راکٹ یا خلائی جہاز کے اترنے کا کوئی نشان باقی نہیں تھا۔ تھیوسانگ کہنے لگا۔

"کچھ خلائی مخلوق کے راکٹ ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اترتے وقت دور تک زمین پر گھسیٹنا پڑتا ہے بعض جہاز سیدھے اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے نیچے ہیں سو پیڑ کی طرح اتر پڑتے ہیں۔ ویسے مجھے یہاں ایسا
کوئی نشان نظر نہیں آرہا۔
ناگ بولا:
" ہزاروں برس گزر چکے ہیں۔ وہ نشان ختم ہو گئے ہوں گے۔"
ماریا نے کہا۔
" سوال یہ ہے کہ وہ خلائی انسان کہاں ہے جو ہزاروں
برس سے یہاں موجود ہے؟"
تھیو سانگ کہنے لگا۔
" یہیں کہیں ٹیلوں میں چھپا ہوگا۔"
ناگ نے کہا۔
" میرا خیال ہے ہمیں رات کے اندھیرے میں اس کا کھوج
لگانا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ضرور رات کی تاریکی میں باہر نکلتا ہوگا۔"
ماریا نے کہا کہ اسے گرمی لگ رہی ہے کسی جگہ سائے
میں جا کر آرام کرنا چاہیئے۔ ماریا نے ایسا اس لیے کہا تھا کہ وہ
زندہ اور ظاہر حالت میں تھی اور سورج کی تیز کرنیں اس کے
جسم کو گرمی پہنچا رہی تھیں۔ ناگ نے کہا۔
" دعا کرو کہ تمہاری کھوئی ہوئی طاقت بھی واپس آجائے
اور تم ایک بار پھر غائب ہو سکو۔"
اسی طرح باتیں کرتے کرتے خچروں پر بیٹھ کر وہ دور جنگلی جھاڑیوں

کے پیچھے ایک ٹیلے کے شگاف کے باہر آکر رک گئے۔ یہاں کیکر
کی قسم کے دو چار درخت اُگے تھے جن کی ٹہنیاں کانٹوں
سے بھری ہوئی تھیں۔ انہوں نے خچروں کو ان کے سائے میں
کھڑا کر دیا۔ خچر درخت کی شاخوں کے سبز پتوں کو کھانے لگے۔
تھیو سانگ ماریا اور ناگ شگاف کے اندر چلے گئے۔
شگاف اندر سے ایک غار کی طرح کا تھا۔ جس کی چھت کافی
اونچی تھی اور وہاں ٹھنڈک تھی۔ ہلکا ہلکا اندھیرا بھی تھا۔
زمین پر نہ جانے کس زمانے کے پتھر اور روڑے لکڑیاں
بکھری ہوئی تھیں۔ وہ غار میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔ دیر تک وہ
پراسرار گمشدہ خلائی انسان، عنبر اور کیٹی کے بارے میں
باتیں کرتے رہے۔ پھر شام ہو گئی۔ انہوں نے غار سے باہر
نکل کر دیکھا۔ باہر ویران اجاڑ میدان پر شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا
پھیل رہا تھا۔ ماریا نے ناگ سے کہا۔
" میں تو غائب نہیں ہوں اور اڑ کر اس علاقے میں نہیں
گھوم پھر سکتی۔ تم عقاب بن کر ذرا سارے علاقے کو جا
کر دیکھو۔ ہو سکتا ہے کوئی نیا سراغ مل جائے۔"
تھیو سانگ نے بھی ناگ سے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ ہاں
ناگ بھائی! تم تو ہوا میں اڑ سکتے ہو ذرا اس علاقے کا جائزہ
تو لو جا کر۔ ناگ کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ ذرا عقاب

کو شکل اختیار کی اور فضا میں بلند ہو کر ایک طرف کو اڑ گیا۔ اس نے سب سے پہلے تو ریتلے ٹیلوں کے اوپر ایک چکر لگایا۔ ہر جگہ اندھیرا پھیل رہا تھا لیکن ناگ زمین پر سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ ریتلے ٹیلوں کے اوپر سے ہو کر وہ خلائی پٹی کے آخری کنارے کی طرف نکل گیا۔ اس کے آگے کھڈیں شروع ہو گئیں۔ یہ کھڈیں زمین میں گہرے خشک نالوں کی طرح بنی ہوئی تھیں۔ ان میں گھنی جنگلی جھاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ آگے جا کر یہ کھڈ نالے زیادہ چوڑے ہو گئے اور ان کے ارد گرد پھر ٹیلے نمودار ہوتے گئے۔ ایک ٹیلے پر ناگ کو چوکور سا چبوترہ نظر آیا۔ وہ غوطہ لگا کر نیچے آیا تو دیکھا کہ جس کو وہ چبوترہ سمجھ رہا تھا وہ ایک حوض ہے جس میں تھوڑا سا پانی بھی تھا۔

ناگ وہاں اتر پڑا۔ اس نے دوبارا انسانی شکل بدلی اور جھک کر غور سے حوض میں دیکھا۔ پانی صاف تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس ٹیلے کی چوٹی میں سے پانی نکلتا ہوگا۔ جسے کسی نے وہاں حوض بنا کر جمع کر دیا ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ جس نے یہ حوض بنایا ہے وہ آدمی کہاں ہے؟

ناگ ٹیلے کے پیچھے کی جانب گیا۔ دیکھا کہ وہاں ڈھلان تھا اور ڈھلان پر ہی ایک جگہ اندر کی جانب ایک شگاف بنا ہوا تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ چلتا شگاف کے منہ پر آ گیا۔ یہاں پہلی بار اسے احساس ہوا کہ اس شگاف میں کوئی انسان رہتا ہے۔ کیونکہ شگاف کے باہر پتھروں کو جوڑ کر بیٹھنے کے لیے ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا دیا گیا تھا۔ ناگ نے جھانک کر شگاف کے اندر دیکھا۔ یہ ایک غار سی تھی۔ اندر گھپ اندھیرا تھا۔ پھڑ پھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور ایک چمگادڑ تیزی سے پھڑ پھڑاتی ہوئی باہر کو اڑ گئی۔ ناگ ایک طرف کو ہو گیا کیونکہ اس کے پیچھے دوسری چمگادڑیں بھی آ رہی تھیں جب ساری چمگادڑیں اڑ گئیں تو ناگ غار میں داخل ہو گیا۔ اس غار کی چھت بھی اونچی تھی اور پتھر کے بڑے بڑے قدرتی ستون چھت سے لے کر فرش تک بنے ہوئے تھے۔

ناگ اب پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا۔ غار لمبی تھی۔ فضا میں نمی تھی اور چمگادڑوں کی بو کے علاوہ اسے ایک عجیب سی بو بھی محسوس ہوئی۔ یہ بو کسی تیزاب کی لگتی تھی۔

ناگ غار کی دیوار کے ابھرے ہوئے پتھروں کے ساتھ لگ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک جگہ غار کی دیوار میں ایک کوٹھڑی سی بنی ہوئی تھی جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی نے یہاں سے پتھر کی دیوار کو کھود کر رہنے کے لیے جگہ بنائی ہوئی ہے۔ ناگ رک گیا۔ غور سے اندر دیکھا۔ کوٹھڑی میں کوئی انسان نہیں تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیکن اسے دیوار کے ساتھ کچھ لٹکا ہوا دکھائی دیا۔ ناگ نے قریب جا کر دیکھا تو یہ خلائی لباس تھا۔ ناگ چونک اٹھا۔ کہیں گمشدہ پراسرار خلائی انسان اسی جگہ تو نہیں رہتا۔ اس نے خلائی لباس کو ہاتھ سے چھوا۔ یہ لباس کسی سخت ریشے سے بنا تھا جو سخت بھی تھا مگر اس میں لچک بھی تھی۔ یہ لباس اس کے ہاتھ لگانے سے ایک جگہ سے پھٹ گیا اور ریشے الگ ہو گئے۔ یہ بے حد پرانا اور بوسیدہ خلائی لباس تھا۔ کونے میں اسے ایک بستر لگا نظر آیا۔ سبز خشک جھاڑیوں کا تھا۔ سرہانے کی جانب شیشے کا ایک چھوٹا سا مرتبان پڑا تھا جس کی شکل ذرا لمبوتری تھی۔ اس پر شیشے ہی کا ڈھکن تھا۔ ناگ کے لیے یہ بہت بڑی دریافت تھی۔ اس نے ہزاروں برس سے گم ہو چکے خلائی انسان کا سراغ لگا لیا تھا۔ وہ یہ خوش خبری جلدی سے جا کر تھیوسانگ اور ماریا کو سنانا چاہتا تھا۔ جونہی وہ کوٹھڑی سے نکل کر غار میں واپس جانے کے لیے مڑا اسے غار میں قدموں کی آواز سنائی دی۔

قدموں کی آواز بھاری اور بوجھل تھی۔ کوئی آہستہ آہستہ غار میں اس کوٹھڑی کی طرف چلا آ رہا تھا۔ اب اتنا وقت نہیں تھا کہ ناگ انسانی شکل میں کوٹھڑی سے باہر نکلتا۔ وہ دیکھا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے گہرا سانس بھر کر ایک چھوٹے سے سانپ کی شکل اختیار کی اور کوٹھڑی کے اندھیرے میں سے رینگ کر باہر غار کی دیوار پر آ گیا۔ ناگ نے دیوار سے چپٹے ہوئے اندھیرے میں غور سے دیکھا کہ آگے کو جھکے ہوئے کندھوں والا ایک عجیب سا آدمی گھسٹتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ جسم پر چمڑے کا لمبا کوٹ ہے۔ بازو بن مانس کے بازو کی طرح لمبے لمبے ہیں اور لٹک رہے ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر ناگ دنگ رہ گیا کہ اس کا سر شیشے کا تھا۔ ناک بھی شیشے کی تھی۔ کان ہونٹ ماتھا گردن اور آنکھیں، سب شیشے کا تھا۔ مگر اس شیشے کا رنگ سبز تھا اور اس میں آنکھیں سرخ یاقوت کی طرح لگی تھیں جن میں سے روشنی کی ہلکی ہلکی کرنیں نکل رہی تھیں۔ ناگ اس حلیے کے عجیب و غریب آدمی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں تھا کہ یہی پراسرار خلائی انسان تھا جو ہزاروں برس سے اس علاقے میں رہ رہا تھا اور آج تک اسے کبھی کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ بس اس کے بارے میں کہانیاں ہی مشہور تھیں کہ ایک خلائی انسان یہاں زمین پر رہ گیا ہے جو شاید خلائی جہاز میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نہیں جا سکا۔ یا پھر خلائی مخلوق اسے سزا دینے کی خاطر زمین پر ان پہاڑیوں میں چھوڑ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی ہے۔

یہ شیشے کا آدمی جب ذرا قریب آیا تو ناگ کو اس کی شیشے کی کھوپڑی میں سے اس کا دماغ صاف نظر آیا۔ ناگ کے جسم میں ایک کپکپی سی دوڑ گئی۔ آج تک اس نے کسی انسانی کھوپڑی کو اس حالات میں نہیں دیکھا تھا کہ اس میں سے دماغ پوری طرح دکھائی دے رہا ہو۔ چلتے چلتے خلائی انسان ایک دم سے رک گیا۔ ناگ چوکنا ہو گیا۔ کہیں اسے ناگ کی موجودگی کا علم تو نہیں ہو گیا؟ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ شیشے کے خلائی انسان نے چہرہ اٹھا کر دیوار پر اس جگہ نظریں جمائیں جہاں ناگ سانپ کی شکل میں چمٹا ہوا تھا۔

خلائی انسان کی یاقوتی آنکھوں میں سے نکلتی شعاع ناگ کے جسم پر پڑی اور اسے بجلی کا کرنٹ لگا اور وہ دیوار سے الگ ہو کر فرش پر گر پڑا۔ ناگ نے وہاں سے باہر کی جانب دوڑنا چاہا مگر یہ محسوس کر کے وہ دھک سے رہ گیا کہ اس کے جسم کی طاقت ختم ہو گئی تھی۔ اس کے جسم نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں جہاں گرا تھا اس جگہ بے حس پڑا تھا۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چاہا کہ کوئی پرندہ بن کر وہاں سے اڑ جائے مگر وہ سانس نہ کھینچ سکا۔ خلائی انسان نے جھک کر زمین پر پڑے ناگ کو دیکھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا۔ اپنی شیشے کی ناک کے پاس لے جا کر سونگھا۔ ناگ کو خلائی انسان کے چہرے سے نکلتی تیزاب کی بو محسوس ہوئی۔ یہی وہ بو تھی جو اس غار میں پھیلی ہوئی تھی۔

خلائی انسان نے ناگ کو اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کوٹھڑی میں آگیا۔ اس نے اپنے بستر کے سرہانے کے پاس رکھے شیشے کے مرتبان کا ڈھکنا اٹھایا۔ ناگ کو اس کے اندر ڈالا اور ڈھکنا بند کر دیا۔ ناگ کسی قسم کی حرکت نہیں کر سکتا تھا مگر وہ سن سکتا تھا۔ دیکھ سکتا تھا۔ اس نے آواز نکالنی چاہی مگر وہ بول نہیں سکتا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس چکا ہے۔ وہ مرتبان کے اندر پڑا غور سے باہر دیکھ رہا تھا۔ خلائی انسان خشک جھاڑیوں کے بستر پر بیٹھ گیا۔ اس نے سرہانے کے نیچے سے ایک سبز رنگ کے شیشے کی چھوٹی سی ماچس جتنی ڈبی نکالی۔ اس کے ایک پن کو دبایا۔ پن کے دباتے ہی ڈبی میں سبز نقطہ چمکنے بجھنے لگ گیا۔ اس ڈبی کو جو خدا جانے کتنی طاقت کا ریڈیو ٹرانسمیٹر تھا خلائی انسان نے اپنے ہونٹوں کے پاس لے جا کر ایک ایسی انوکھی زبان میں جس کو دنیا کے انسانوں میں سے شاید صرف ناگ ہی سمجھ سکتا تھا کہا:

"زمین کی ایک نئی مخلوق بھیج رہا ہوں۔"

ایسی مخلوق ہمارے چاند پر بھی نہیں ہو گی۔ شاید یہ ہمارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سائنسی تجربے میں کام آسکے۔"

ناگ تو سُن ہو کر رہ گیا۔ یہ تو اسے اپنے کسی خلائی سیارے پر پہنچا رہا ہے جس کو یہ اپنا چاند کہتا ہے۔ اب کیا کروں۔ ناگ کا دل پریشان ہو گیا۔ اسے عنبر، کیٹی، تھیو سانگ، اور ماریا کا خیال آنے لگا کہ اس کی گمشدگی سے ان پر کیا گزرے گی؟

دوسری طرف سے کوئی جواب ضرور آرہا تھا مگر وہ سبز نقطے کے جلنے بجھنے کی شکل میں آرہا تھا جو کوڈ زبان بلکہ کوڈ اشارے تھے جن کو ناگ نہیں سمجھ سکتا تھا۔ خلائی انسان نے ایک بار پھر کہا۔

"وہ یہ ایک کیڑا ہے جس کو یہاں کے لوگ سانپ کہتے ہیں۔ اس کے اندر ایک ایسا زہر پایا جاتا ہے جو یہاں کے انسانی خون کے سرخ ذرات کو تباہ کر دیتا ہے۔"

ایک پل کے لیے وہ خاموش ہو گیا جیسے دوسری طرف سے آنے والے روشنی کے اشاروں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔

"میری قید کے دن پرسوں رات کو ختم ہو جائیں گے۔ مجھے اس زمین پر رہتے ہوئے پانچ ہزار برس پورے ہو جائیں گے ٹھیک پرسوں تمہارے بھیجے ہوئے راکٹ میں آجاؤں گا مگر اس سے پہلے عجیب و غریب سانپ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جس کے جسم میں سے مجھے ایک انسان کی بو آرہی ہے۔ یہ ایک معمہ ہے جو ہمارے چاند کی سائنسی تجربہ گاہ میں ہی حل ہو سکے گا!"

یہ کہہ کر خلائی انسان نے پن کو ایک بار پھر دبا دیا۔ سبز نقطے کی روشنی بجھ گئی۔ خلائی انسان نے ریڈیو ٹرانسمیٹر سرہانے کے نیچے رکھ دیا اور ناگ کے مرتبان کی طرف اپنی شیشے کی سرخ آنکھوں سے دیکھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہ شیشے کے سر والا خلائی انسان اب اسے اپنے خلائی چاند پر بھیج دے گا اور پھر خدا جانے تھیو سانگ ماریا اور عنبر کیٹی سے کب ملاقات ہو۔

شیشے کے سر والے خلائی انسان نے شیشے کا مرتبان اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا لیا۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے لایا۔ ایک دم سے اس کی آنکھوں سے سرخ زرد اور سبز شعاعیں نکل کر مرتبان پر پڑنے لگیں۔ ناگ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ چند سیکنڈ کے اندر ناگ مرتبان میں سے غائب ہو چکا تھا۔ خلائی انسان نے خالی مرتبان کو ایک بار پھر سرہانے کے پاس رکھ دیا۔ اور خود اٹھ کر غار کے باہر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا شیشے کا چہرہ اوپر کو اٹھا تھا۔ اس کی شیشے کی سرخ آنکھیں آسمان پر چمکتے ستاروں میں سے ایک سرخ سیارے کو تک رہی تھیں۔ یہی سیارہ اس شیشے کے سر والی مخلوق کا

چاند تھا۔ جو عطارد کا چاند تھا اور جہاں ناگ پہنچ چکا تھا۔ خلائی انسان بالکل سیدھا کھڑا تھا۔ کچھ دیر وہ آسمان پر چمکتے اپنے چاند کو تکتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ گھسٹتا غار میں داخل ہو گیا۔ ہر طرف رات کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ خلائی انسان اپنے بستر پر آ کر لیٹ گیا۔ اس نے اپنی جیب سے ایک شیشے کی پنسل نکالی۔

یہ پنسل ایسے چمک رہی تھی جیسے اس کے اندر چھوٹا سا بلب جل رہا ہو۔ پنسل کو اس نے اپنے منہ میں ڈال لیا۔ منہ میں ڈالتے ہی خلائی انسان کا شیشے کا سر پہلے سفید ہوا پھر نسواری اور اس کے بعد غائب ہو گیا۔ اب خلائی انسان کا دھڑ نظر آ رہا تھا سر غائب ہو گیا۔ اب خلائی انسان اس کوٹھڑی میں بستر پر موجود تھی مگر وہ کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہ اسی خلائی پنسل کی کرامت تھی۔ مگر فضا میں تیزاب ایسی بُو اسی طرح پھیلی ہوئی تھی کیونکہ خلائی انسان وہاں موجود تھا اگرچہ وہ غائب تھا۔ لیکن منہ سے پنسل نکالنے پر دوبارہ ظاہر ہو سکتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن کوئین

جب ناگ کو گئے کافی دیر ہو گئی تو تھیو سانگ بولا۔

"اسے اب تک آ جانا چاہیے تھا ماریا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ شام سے رات ہو گئی ہے مگر ناگ ابھی تک واپس نہیں آیا۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے وہ خلائی انسان کی تلاش میں دُور نکل گیا ہو؟"

ماریا بولی۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ خلائی انسان کی وجہ سے وہ کسی مشکل میں گرفتار ہو گیا ہو۔"

تھیو سانگ فکرمند ہو کر کہنے لگا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ اس علاقے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کوئی خلائی انسان ضرور موجود ہے کیونکہ مجھے کسی وقت ہلکی سی ایک عجیب سنسناہٹ سی محسوس ہوتی ہے۔"

ماریا ہنسنے لگی۔

"تھیوسانگ تمہیں تو ہر وقت ہی سنسناہٹ محسوس ہوتی رہتی ہے۔ میری مانو اور اٹھو۔ ہمیں ابھی چل کر ناگ کو تلاش کرنا ہوگا۔ دیر ہو گئی تو ممکن ہے وہ ہماری پہنچ سے باہر ہو جائے۔"

تھیوسانگ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ چلو۔ ہم اسی وقت چلتے ہیں۔"

دونوں غار میں سے نکل کر باہر آ گئے۔ اگرچہ رات کی تاریکی چاروں طرف پھیلی تھی لیکن تھیوسانگ اور ماریا اس اندھیرے میں بھی تھوڑا بہت دیکھ سکتے تھے۔ وہ خچروں پر بیٹھے۔ تھیوسانگ نے چونک کر کہا۔

"ماریا! تم نے ایک بات محسوس کی؟"

"کون سی بات؟" ماریا نے پوچھا۔

تھیوسانگ بولا۔

"ناگ کی خوشبو آنا بند ہو گئی ہے۔"

ماریا نے چونک کر کہا

"تم نے ٹھیک کہا تھیوسانگ! میرا تو اس طرف خیال بھی نہیں گیا تھا۔ ناگ کی تو سچ مچ خوشبو نہیں آ رہی۔"

پھر کچھ سوچ کر بولی۔

"ہو سکتا ہے وہ اڑتے اڑتے بہت دور نکل گیا ہو؟"

تھیوسانگ نے گردن کو ایک طرف جھکا دیا اور بولا۔

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو!"

مگر تھیوسانگ کی چھٹی خلائی حس نے اسے الارم دے دیا تھا کہ ناگ اس زمین پر نہیں ہے اور خلائی انسان کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ لیکن وہ ابھی یہ بات ماریا سے نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا اندازہ غلط بھی ہو سکتا تھا۔ وہ یہی سوچ رہا تھا اور اندھیری رات میں ان کی خچریں اونچی نیچی گھاٹیوں میں سے گزرتی کافی آگے نکل آئی تھیں۔ لیکن وہ غار جہاں خلائی انسان رہتا تھا وہاں سے بہت دور تھی۔ ناگ تو عقاب کی شکل میں تیز رفتاری سے اڑتا ہوا دس منٹ میں پہنچ گیا تھا۔ تھیوسانگ اور ماریا نہ تو غائب ہو سکتے تھے اور نہ ہی وہ اڑ سکتے تھے اس لیے انہیں اس علاقے میں پہنچتے پہنچتے تین دن گزر گئے۔ اتنے عرصے میں خلائی انسان وہاں سے واپس جا چکا تھا۔ اس خلائی انسان کو پانچ ہزار سال قید کی سزا ملی تھی جس کی وجہ سے اسے زمین پر پھینک دیا گیا تھا۔ یہاں کبھی عطارد کے چاند کی یہ شیشے کے سروالی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مخلوق آج سے سات آٹھ ہزار برس پہلے اترا کرتی تھی۔ پھر ان کا اس زمین کا مشن پورا ہو گیا اور وہ واپس چلے گئے۔ مگر قیدی خلائی انسان زمین پر برازیل کے غار میں باقی رہ گیا تھا۔ اس کا اپنے چاند کے ساتھ ایک چھوٹے ریڈیو ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ قائم تھا۔ جس رات بارہ بجے اس کی زمین کی قید کی مدت ختم ہو گئی تو اچانک دور آسمان پر سے ایک ننھا سا روشن نقطہ نیچے زمین کی طرف آنے لگا۔ اپنے خلائی چاند اور زمین کے درمیان آدھے فاصلے پر آ کر یہ روشنی کا نقطہ رک گیا۔ پھر اس میں سے سبز رنگ کی ایک شعاع نکل کر سیدھی اس غار کے دروازے پر پڑی جہاں شیشے کے سر والا قیدی خلائی آدمی دو زانو ہو کر بیٹھا تھا۔ شعاع اس کے سر پر آ کر پڑی۔ اس کا سر روشن ہو گیا اور پھر وہ غائب ہو گیا۔ وہ غائب ہو کر روشنی کے ذرّوں کی شکل میں اس روشنی کی لکیر میں چلا گیا تھا۔ روشنی کی لکیر نے واپس جانا شروع کر دیا اور وہ اپنے نقطے میں داخل ہو گئی۔ اس کے بعد یہ روشنی کا نقطہ واپس اپنے چاند کی طرف چلنے لگا اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی آسمان پر موجود نہیں تھا۔

خلائی قیدی زمین پر اپنی پانچ ہزار سال کی قید پوری کرنے کے بعد واپس اپنے چاند پر جا چکا تھا۔ اس وقت تھیو سانگ اور ماریا خلائی بچے کی اس غار والی سرزمین سے ایک دن کے

فاصلے پر تھے مگر تھیو سانگ چونکہ خود خلائی انسان تھا اس لئے اس نے جب روشنی کی ایک لکیر کو اوپر آسمان کی طرف جاتے دیکھا تو ماریا سے بولا۔

"کوئی شے زمین سے اوپر خلا کی طرف گئی ہے۔"

ماریا نے بھی روشنی کی لکیر کو ایک سیارے میں داخل ہوتے دیکھا۔ پھر یہ روشنی کا نقطہ بھی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

ماریا نے پریشان ہو کر کہا۔

"کہیں ناگ کے ساتھ کوئی خطرناک حادثہ تو نہیں ہو گیا؟"

تھیو سانگ سانس بھر کر بولا۔

"ایسا ہونا نہیں چاہئے۔ لیکن ہو بھی سکتا ہے کیونکہ یہاں پر ایک خلائی انسان موجود ہے جس کا اوپر خلا سے رابطہ ہے۔"

پھر اس نے اس علاقے کی طرف دیکھا جہاں سے اسے پہلی بار روشنی کی لکیر اوپر جاتے نظر آئی تھی۔ اس نے کہا۔

"ماریا! ہمیں اس پہاڑی کی طرف چلنا چاہئے ہو سکتا ہے وہاں ناگ کا کچھ سراغ مل جائے۔"

اس وقت شام ہونے والی تھی۔ وہ ساری رات چلتے رہے۔ دن کے وقت اس چھوٹے سے ریتلے ٹیلے کے پاس پہنچے جس کی دوسری جانب ڈھلان پر وہ غار تھا جہاں شیشے کے سر والا خلائی انسان رہا کرتا تھا۔ ٹیلے کے اوپر تھیو سانگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ایک چبوترہ نظر آیا تو وہ ماریا کو لے کر ٹیلے کے اوپر آگیا۔ یہ چبوترہ پانی کا حوض تھا۔ تھیو سانگ نے ناک کو پکڑ کر ہلکا سا سانس لیا اور کہنے لگا۔

"یہ ایک خاص خلائی تیزاب کی بو ہے۔ یہاں خلائی مخلوق موجود ہے۔ تم حوض کے پیچھے چھپ جاؤ۔ میں ٹیلے کی دوسری طرف جا کر دیکھتا ہوں۔"

ماریا حوض کی دیوار کے ساتھ پیچھے کو ہو کر بیٹھ گئی۔ تھیو سانگ آہستہ آہستہ چلتا دوسری طرف کی ڈھلان اترنے لگا۔ کیونکہ خلائی تیزاب کی بو اسی طرف سے آرہی تھی۔ پھر اسے وہ شگاف نظر آیا جس کے اندر غار تھا۔ تیزاب کی بو اس غار میں سے نکل رہی تھی۔ اگرچہ وہاں خلائی انسان موجود نہیں تھا مگر اس کے جسم سے نکلنے والی تیزابی بو کا اثر ابھی تک فضا میں موجود تھا۔ تھیو سانگ غار میں داخل ہو گیا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہا تھا۔ غار بالکل خالی تھا۔ اچانک اندھیرے میں اسے بائیں جانب ایک کوٹھڑی نما شگاف دکھائی دیا۔ تھیو سانگ اندھیرے میں ہر شے دیکھ سکتا تھا۔ وہاں سب سے پہلے اسے دیوار کے ساتھ لٹکتا پرانا خلائی لباس نظر آیا۔ زمین پر خشک جھاڑیوں کے بستر کے پاس شیشے کا مرتبان پڑا تھا۔ یہ مرتبان خالی تھا۔ تھیو سانگ نے اسے کھول کر سونگھا۔ وہ چونک پڑا۔

اس میں سے ناگ کی ہلکی ہلکی بو آرہی تھی۔ اس نے غار سے باہر نکل کر ماریا کو بلایا اور مرتبان دکھا کر کہا۔

"ماریا اس میں سے ناگ کی خوشبو آرہی ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ماریا نے قریب آکر پوچھا۔

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ویسے مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ناگ کے ساتھ کوئی حادثہ گزر گیا ہے۔"

ماریا غار میں چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ اس نے دیوار سے لٹکے ہوئے خلائی لباس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ تو خلائی سوٹ معلوم ہوتا ہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہاں! خستہ بوسیدہ خلائی سوٹ موجود ہے مگر خلائی انسان موجود نہیں ہے۔ یہ ہزاروں برس پرانا خلائی سوٹ ہے۔"

"تو کیا؟" ماریا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "کیا ناگ؟"

وہ چپ ہو گئی۔ اس سے آگے کوئی لفظ ادا کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

تھیو سانگ بولا۔

"ہو سکتا ہے خلائی انسان ناگ کو اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گیا ہو؟"

شہباز لائبریری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا بولی

"اوہ نہیں نہیں تھیو سانگ! ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا ہو گیا۔ تو ہم ناگ کو کہاں تلاش کریں گے؟ پہلے ہی عنبر اور کیٹی ہمیں نہیں مل رہے۔"

تھیو سانگ نے کہا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا!"

ماریا نے کہا۔

"لیکن خلائی انسان ہو سکتا ہے اسی زمین پر موجود ہو اور ناگ ابھی تک اس کے پاس ہو؟"

تھیو سانگ نے فضا کو سونگھ کر کہا۔

"خلائی تیزابی بو آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی ہے اس کا مطلب ہے کہ جو کوئی خلائی انسان یہاں پر تھا وہ اب نہیں ہے۔ وہ یہاں سے دور۔ بہت دور جا چکا ہے۔"

ماریا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ تھیو سانگ نے اسے کسی قدر حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ناگ خلائی انسان کے ساتھ نہ گیا ہو اور وہ اسی علاقے میں کہیں ہو۔"

ماریا کی تھوڑی بہت تسلی ہو گئی۔ مگر تھیو سانگ جانتا تھا کہ ناگ وہاں پر نہیں ہے۔ کیونکہ جس شیشے کے خلائی مرتبان کو اس نے دیکھا تھا وہ خاص طور پر چیزوں کو روشنی کے ذرات میں بدل کر اوپر خلا میں پہنچانے کے لئے بنایا گیا تھا مگر ماریا سے اس نے اس کا ذکر نہ کیا اور غار میں ادھر ادھر تلاشی لینے لگا۔ غار میں سوائے پرانے خستہ خلائی لباس اور شیشے کے مرتبان کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ تھیو سانگ نے ماریا کو ساتھ لیا اور غار کے باہر حوض کے کنارے آکر بیٹھ گئے۔ بکریاں ابھی تک حوض میں سے پانی پی رہی تھیں۔ تھیو سانگ نے کہا۔

"ماریا! اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ناگ ہمیں دوبارہ آن ملے یا ہمیں کوئی سراغ ملے تو ہمیں کچھ عرصہ اس غار میں ہی رہنا ہوگا۔"

ماریا کہنے لگی۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں یقین ہے کہ ناگ اوپر کسی خلائی سیارے میں جا چکا ہے۔"

"ہاں" تھیو سانگ بولا "میں اب تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ناگ کو خلائی انسان اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ اب امید کی ایک ہی صورت ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی خلائی مخلوق یہاں واپس آ جائے۔ اس طرح سے ہمیں ناگ کا کچھ نہ کچھ سراغ لگانے میں مدد ملے گی۔ میں چونکہ خود خلائی انسان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں اس لیے دوسری خلائی مخلوق سے بات کر سکتا ہوں"۔

ماریا نے سر جھکا دیا۔ پھر نا اُمید سی ہو کر بولی۔

"ہمیں کب تک یہاں رہنا ہوگا؟"

چھیو سانگ نے کہا۔

"کم از کم دو تین ماہ تک ضرور یہاں رہ کر انتظار کرنا ہوگا۔ دوسری کوئی ایسی جگہ بھی نہیں ہے کہ جہاں ہمیں ناگ کا کچھ پتہ معلوم ہو سکے۔ چونکہ یہی ایک غار ہے جہاں کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی وقت کسی خلائی انسان کے واپس آنے کی امید ہے اس لیے ہمیں کم از کم دو ماہ اس غار میں ضرور رہنا ہوگا۔

ماریا نے لمبا سانس بھرا اور بولی۔

"ٹھیک ہے۔ ہم دو ماہ تک اسی غار میں رہیں گے۔ اگر اس دوران ناگ کا کچھ پتہ نہ چل سکا تو پھر ہمیں عنبر اور کیٹی کی تلاش میں جانا ہوگا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ہم عنبر کیٹی کے لیے نکل کھڑے ہوں گے۔"

یہ کہہ کر چھیو سانگ نے خچروں کے اوپر سے زین اتار کر نیچے رکھ دیں اور دریاں لے جا کر غار کے منہ کے پاس ہی زمین پر بچھانے لگا۔

دوسری طرف ناگ شیشے کے سر والی چاند کی مخلوق کی خلائی تجربہ گاہ میں پہنچ چکا تھا۔ یہ عطارد کے چاند کی مخلوق تھی سب کے سر سبز شیشے کے تھے۔ بازو لمبے تھے اور آنکھیں سرخ یاقوت کی تھیں۔ ناگ سانپ کی شکل میں جدید ترین خلائی تجربہ گاہ کی سفید چمکیلی شیشے کی میز پر شیشے کی ایک پلیٹ پر بے حس پڑا تھا اور تین سبز شیشے کے سر والے سائنس دان اس پر جھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے ناگ کے جسم کے ساتھ دو باریک تار لگا رکھے تھے۔ قریب ہی ایک چھوٹا سا کمپیوٹر رکھا تھا جس پر ناگ کے دل کی دھڑکنیں۔ خون کا دباؤ اور جسم کا ٹمپریچر ظاہر ہو رہا تھا۔ ناگ خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہ بول نہیں سکتا تھا۔ حرکت نہیں کر سکتا تھا مگر دیکھ سکتا تھا اور سن سکتا تھا۔ سائنس دان کمپیوٹر کو غور سے تکتے رہے۔ پھر کونے میں جا کر آپس میں دھیمی سرگوشیوں میں باتیں کرنے لگے۔ ناگ تک ان کی آواز نہیں پہنچ رہی تھی۔

تینوں سائنس دانوں نے ناگ کی طرف گردنیں گھما کر دیکھا اور لیبارٹری سے باہر نکل گئے۔ ناگ اکیلا رہ گیا۔ اس نے ایک بار پھر اپنی شکل بدلنے کی کوشش کی مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ اتنے میں ایک سبز سر والی عورت اندر داخل ہوئی۔ اس نے نرسوں والا سفید لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی آنکھیں بھی سرخ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یاقوت کی تھیں اور ان میں سے ہلکی ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔ وہ ناگ کے قریب آئی۔ میز پر سے ایک چھوٹا پلاسٹک کا لفافہ اٹھایا۔ ناگ کو اس میں ڈالا اور باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک خلائی لفٹ کے ذریعے لیبارٹری کی اوپر والی منزل میں آ گئی۔ یہاں دیوار پر ٹیلی ویژن کی ایک بڑی سکرین لگی تھی۔ درمیان میں ایک شیشے کا چھوٹا گول سلنڈر میز پر رکھا تھا۔ وہیں تین سائنس دان شیشے کی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے شیشے کی سلیٹیں رکھی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں شیشے کی پنسلیں تھیں۔ نرس نے ناگ کو پلاسٹک کے لفافے میں سے نکال کر شیشے کے سلنڈر میں آرام سے رکھ دیا۔ خود پرے ہٹ گئی اور ایک بٹن کو دبایا۔ سلنڈر میں ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔ ناگ نے جو ٹیلی ویژن کی بڑی سکرین پر نگاہ ڈالی تو حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ سکرین پر وہ سانپ کی بجائے اپنی انسانی شکل میں نظر آ رہا تھا۔ سائنس دانوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر شیشے کی سلیٹوں پر کچھ لکھا۔ نرس کی طرف اشارہ کیا۔ نرس نے دوسرا بٹن دبا دیا۔ سکرین پر سے ناگ کی انسانی شکل غائب ہو گئی۔ ایک سائنس دان نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے نرس کی طرف دیکھ کر اپنی عجیب و غریب زبان میں کہا۔

"اسے کوئین کے پاس لے جا کر بند کر دو۔"

نرس نے ناگ کو دوبارہ پلاسٹک کے لفافے میں ڈالا اور وہاں سے نکل گئی۔ وہ لفٹ کے ذریعے لیبارٹری کی پہلی منزل میں آ گئی۔ یہاں سے وہ ایک ایسے کمرے میں گئی جس کی دیواریں سبز شیشے کی تھیں اور فرش اور چھت بھی سبز شیشے ہی کے تھے۔ کمرے کے درمیان میں ایک شیشے کا بکس پڑا تھا۔ ناگ نے پلاسٹک کے لفافے میں سے دیکھا کہ شیشے کے بکس میں پہلے سے ایک ایسی ناگن کنڈل مارے بیٹھی تھی جس کا سر سبز رنگ کے شیشے کا تھا۔ اس نے اپنا پھن اٹھا رکھا تھا۔ ناگ اس عجیب و غریب ناگن کو دیکھ کر حیران ہوا۔ نرس نے ناگ کو تھیلے میں سے نکالا اور شیشے کے بکس میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"کوئین! یہ تمہارا قیدی ہے۔ تم جانتی ہو کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔"

نرس چلی گئی تو ناگ نے کوئین ناگن کی طرف دیکھا۔ یہ دنیا ہی دوسری تھی۔ کوئی خلائی سیارہ یا چاند تھا۔ یہاں کوئین ناگن کو بھلا کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ ناگ سانپوں کو ڈستا ہے۔ کوئین ناگن نے اپنی لال لال انار کے دانوں ایسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنکھوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور اپنا پھن اس کے بالکل قریب لے آئی۔ ناگ کو پھن میں سے سیک آتا محسوس ہوا۔ کوئین ناگن نے ہلکی سی پھنکار ماری۔ اس پھنکار میں گرمی تھی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ناگ کے جسم میں ایک دم سے زندگی کی لہر دوڑ گئی وہ حرکت کر سکتا تھا۔ ناگ نے کنڈلی مار کر اپنا پھن اٹھایا اور سانپوں کی زبان میں بولا۔

"میرا نام ناگ ہے۔ میں زمین کے سانپوں کا دیوتا ہوں۔ کیا تم میری زبان سمجھ رہی ہو؟"

کوئین ناگن نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اپنی زبان میں بولی۔

"تم میرے قیدی ہو۔ میرا کام صرف اتنا ہے کہ تین روز تک تمہیں ڈستی رہوں تاکہ تمہارے جسم کے خون کے سارے ذرات سبز کانچ کے بن جائیں۔"

ناگ نے اسی کی زبان میں کہا۔

"تم یہ کس لئے کر رہی ہو؟ یہ لوگ میرے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں؟"

اب تو کوئین ناگن نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ ناگ ان کی خلائی زبان سمجھ سکتا تھا اور بول بھی سکتا تھا۔ اس نے اپنا سبز شیشے کا پھن ذرا پیچھے کر لیا اور بولی۔

"تم ہماری زبان کس طرح سمجھ لیتے ہو! تم تو زمین کے رہنے والے سانپ ہو؟"

ناگ نے سوچا کہ اس پر اثر ڈالنے کا یہ اچھا موقع ہے۔ اس نے کہا۔

"کوئین! میں تمام سیاروں کی مخلوق کی زبان سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں تمام سیاروں کے سانپوں کا دیوتا ہوں۔"

کوئین ناگن نے کہا۔

"یہ تو میں جانتی ہوں کہ تم اصل میں ایک ایسے سانپ ہو جو سو برس تک زمین پر زندہ رہنے کے بعد انسان کی شکل بدل سکتا ہے۔ لیکن تم دیوتا بھی ہو؟ یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ تمہارے پاس تمہارے دیوتا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟"

ناگ بولا۔

"اگر تمہاری پھنکار سے میری طاقت مجھے واپس مل گئی ہے تو میں ثابت کر سکتا ہوں۔ کیونکہ ایک سو سال تک زندہ رہنے والا سانپ صرف انسان کی شکل میں ہی ظاہر ہو سکتا ہے لیکن سانپوں کے دیوتا کو یہ طاقت بھی حاصل ہوتی ہے کہ وہ جس جانور یا چرند پرند کی شکل چاہے بدل سکتا ہے۔"

ناگن کوئین بولی۔

"اگر ایسی بات تو ہے تو مجھے انسان کے علاوہ کوئی دوسری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکل اختیار کرکے دکھاؤ۔ یہ میں تمہیں بتائے دیتی ہوں کہ جو طاقت تم زمین سے لے کر یہاں آئے تھے وہ تمہیں واپس مل چکی ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر میں تمہیں بچھو کا روپ بدل کر دکھاتا ہوں"

اتنا کہہ کر ناگ نے ہلکا سا سانس بھرا اور دوسرے لمحے وہاں سانپ کی جگہ ایک سیاہ رنگ کا بچھو بیٹھا اپنی دُم کے ڈنگ کو آگے پیچھے کر رہا تھا۔ ناگن کوئین کو ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ یہ سانپ جس چرند پرند کی چاہے شکل بدل سکتا ہے۔ اب اسے یقین آگیا کہ یہ سانپ محض وہ سانپ نہیں ہے جو اگر سو سال تک زندہ رہے تو انسانی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ تو کوئی بہت بڑا جادوگر ہے جو سانپ کی شکل میں گھوم پھر رہا تھا کہ خلائی چاند والوں کے ہاتھ آگیا۔ ناگ نے فوراً کہا۔

"اب تمہیں یقین آگیا ہو گا کہ میں تمام سیاروں کا دیوتا ہوں اور میرا کام زمین سمیت تمام سیاروں اور چاندوں پہ سانپوں میں امن اور صلح اور پیار و محبت کی فضا قائم رکھنا ہے۔ تمہارے ان سائنس والوں نے مجھے یہاں اغوا کرکے سخت جرم کیا ہے۔ میں یہ معاملہ بین الاقوامی سیاروں کے سانپوں کی عدالت کے سامنے پیش کر دوں گا جہاں سے ان کو سخت سزا ملے گی۔"

ناگن کوئین نے کہا۔

"تم لوگ ہمیں کیا سزا دے سکتے ہو؟ ہم تو اپنے خلائی دور کے چاند پر رہتے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ یہ خبر کسی کو نہیں بتاؤ گی تو میں تمہیں ایک بڑی اہم راز کی بات بتاتا ہوں۔"

ناگن کوئین بولی۔

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہارا راز کسی پر ظاہر نہیں کروں گی۔"
اب ناگ نے ناگن کوئین کو اپنا وفادار بنانے کے لیے کہا۔

"تو سنو! یہاں سے دُور ایک خلا میں ایک سیارہ مریخ ہے۔ مریخ پر جو مخلوق آباد ہے وہ سانپوں کی پوجا کرتی ہے۔ یہ سانپ اتنے خطرناک اور زہریلے ہیں کہ ان کی ایک ہی پھنکار سے جنگل کے جنگل اور بڑے بڑے پہاڑ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ مجھے زمین پر مریخ کے ایک سانپ نے سگنل کے ذریعے اطلاع دی تھی کہ چند روز میں مریخ کی مخلوق ان سانپوں کی ایک زبردست فوج کے ساتھ تمہارے چاند پر حملہ کرنے والی ہے۔ یہ حملہ اتنا شدید اور بھیانک ہو گا کہ مریخ کے سانپوں کی ایک ہی پھنکار سے تمہارے چاند پر آگ لگ جائے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں کوئی مخلوق تمہارے سمیت زندہ نہیں بچے گی۔"

ناگن کوئین پریشان ہو گئی۔ اس نے ناگ کی کرامت چونکہ دیکھ لی تھی اس لیے اسے یقین ہو چکا تھا کہ یہ سانپ اصل میں دیوتا ہے۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"یہ تو بڑی بری بات ہو گی۔ میں چاہتی ہوں کہ اس چاند کے سائنس دان بچ جائیں۔"

ناگ نے جلدی سے کہا۔

"مریخ کے سانپ کالے بادلوں کی طرح تمہارے چاند پر چھا جائیں گے اور آن کی آن میں تمہارے چاند پر اپنی پھنکاروں سے اتنی زبردست آگ لگا دیں گے کہ تمہارا چاند آگ کا ایک گولہ بن جائے گا۔ تم اگر کسی کو بتا بھی دو گی تو پھر بھی کوئی زندہ نہ بچ سکے گا"

ناگن کوئین نے گھبرا کر کہا۔

"کیا میں بھی مر جاؤں گی؟ نہیں نہیں میں نہیں مرنا چاہتی۔"

ناگ یہی بات اس کے منہ سے نکلوانا چاہتا تھا۔ اس نے فوراً کہا۔

"اگر تم چاہو تو تمہاری زندگی بچائی جا سکتی ہے؟"

"وہ کیسے؟" ناگن کوئین نے پوچھا۔

"اگر تمہیں یہاں سے فرار کا راستہ معلوم ہو تو میں تمہیں یہاں سے زمین پر لے جا سکتا ہوں۔ وہاں تم جب تک چاہو آرام اور سکون سے زندگی بسر کر سکو گی۔"

ناگن کوئین کو یقین ہو گیا تھا کہ ناگ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ناگ واپس سانپ کے روپ میں آ چکا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"میں یہاں سے فرار کا راستہ جانتی ہوں۔ تم اطمینان رکھو۔ اب میں تمہیں ڈسوں گی نہیں تاکہ تم زندہ رہ سکو اور ہم یہاں سے فرار ہو جائیں۔"

ناگ نے کسی حد تک اطمینان کا سانس لیا۔ اب ناگن کوئین نے اسے بتایا کہ یہاں سے فرار ہونے کے لیے ایک ڈرامہ کھیلنا پڑے گا۔

"تم کوئی بات نہ کرنا۔ ایسے پڑے رہنا جیسے تمہارے جسم سے طاقت ختم ہو رہی ہے۔ باقی میں سب کچھ سنبھال لوں گی۔ میں پھر تاکید کرتی ہوں کہ ہرگز ہرگز کوئی آواز مت نکالنا۔"

ناگ بولا۔

"تم جیسا کہو گی میں ویسے ہی کروں گا۔ لیکن ہمیں یہاں سے جلدی نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ مریخ کی مخلوق دو ایک روز میں حملہ کرنے ہی والی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگن کوبین نے کہا

"میں اسی وقت سے اپنا ڈرامہ شروع کر رہی ہوں تم کنڈلی مارنے کی بجائے اس طرح لیٹ جاؤ جیسے تم ادھ موئے ہو رہے ہو۔"

ناگ نے اسی طرح کیا جس طرح ناگن کوبین نے کہا تھا۔ وہ شیشے کے بکس میں ادھ موا سا ہو کر لیٹ گیا۔ ناگن کوبین پھن اٹھائے پیچھے ہٹ گئی۔ پھر اس نے اپنے منہ سے سیٹی کی باریک آواز دو بار نکالی۔ اس آواز کے ساتھ ہی شیشے کی دیوار میں سے ایک دروازہ کھلا اور وہی نرس اندر داخل ہوئی۔ وہ ناگن کوبین کے بکس کے پاس آ کر اسی کی زبان میں بولی۔

"کوبین! تم نے مجھے بلایا ہے؟"

ناگن کوبین نے کہا۔

"ہاں! میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ اس زمینی سانپ پہ میرے زہر کا اثر اچھی طرح سے نہیں ہو رہا۔ شاید شیشے کے کمرے کی شعاعیں اس پر اثر ڈال رہی ہیں۔ مجھے کمپیوٹر روم میں لے چلو۔ نہیں تو گنگ کا تجربہ ناکام ہو جائے گا۔"

نرس نے فوراً ایک خاص بٹن دبا کر گنگ سائنسدان سے بات کی۔ ادھر سے اسے حکم ملا کہ کوبین جیسے کہتی ہے ویسے ہی کرو۔ نرس نے شیشے کے بکس کو اٹھایا اور اسے لیبارٹری کے کونے والے چھوٹے سے کمپیوٹر روم میں لے جا کر میز پر رکھ دیا۔ ناگ نے دیکھا کہ اس کمرے میں کتنے ہی کمپیوٹر روم لگے تھے جن کے نقطے چمک رہے تھے۔ ان کے درمیان ایک بڑا کمپیوٹر رکھا تھا۔ جب نرس دروازہ باہر سے بند کر کے چلی گئی تو ناگ نے پوچھا۔

"کوبین! یہ کون سی جگہ ہے؟"

ناگن کوبین نے کہا۔

"یہ وہ کمرہ ہے جہاں سے ہم تھوڑی دیر بعد فرار ہو سکیں گے۔"

ناگ کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ مگر اس نے اپنے خوشی کے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا

"یہاں تو مجھے فرار کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔"

ناگن کوبین نے بڑے کمپیوٹر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اس بڑے کمپیوٹر کو دیکھ رہے ہو؟ بس اسی کمپیوٹر کے ذریعے ہم یہاں سے فرار ہو سکیں گے۔"

ناگ نے سوال کیا۔

"مگر ہم جائیں گے کہاں؟"

ناگن کوبین بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم زمین پر جاؤ گے اور میں عطارد کے آخری چاند پہ چلی جاؤں گی۔ وہاں بھی ہماری مخلوق آباد ہے میں وہاں بڑے سکون سے باقی زندگی گزاروں گی۔"

ناگ نے کہا۔

"تو پھر ہمیں جو کچھ کرنا ہے جلدی کرنا چاہیئے کیونکہ مریخ والوں کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کب حملہ کر دیں۔"

ناگن کوئین نے جواب دینے کے بجائے آہستہ سے پھنکار ماری۔ پھنکار کی گرمی سے شیشے کے بکس کا ڈھکنا اوپر سے کھل گیا۔

"میرے ساتھ باہر آ جاؤ۔"

ناگ اسی وقت ناگن کے ساتھ بکس سے باہر نکل آیا۔ ناگن فرش پہ رینگتی بڑے کمپیوٹر کے پیچھے آ گئی۔ یہاں بے شمار سوئچ اور ڈائیل اور چھوٹے چھوٹے بلب لگے تھے۔ ناگن کوئین کہنے لگی۔

"یہ جتنے بلب تم دیکھ رہے ہو یہ تمام خلا میں کسی نہ کسی سیارے کے ہیں۔ ان میں عطارد کا آخری وہ چاند بھی ہے جہاں میں جاؤں گی اور تمہاری زمین کا بلب بھی ہے؟"

پھر ناگن کوئین نے ناگ کو دونوں بلب دکھائے جو بجھے ہوئے تھے۔ ناگن کوئین نے اپنے منہ کی مدد سے دونوں بلب دبائے۔ دونوں بلب روشن ہو گئے اور کمپیوٹر میں سے بجلی کی تیز ... نکلنے لگی۔ ناگن نے ناگ کو اپنے ساتھ لیا اور کمپیوٹر کے پہلو میں ... کر بولی۔

"اس سوراخ میں سے کمپیوٹر کے اندر داخل ہو جاؤ۔ چند سیکنڈ کے بعد کمپیوٹر ہمیں ریڈیائی سگنل میں تبدیل کر کے اپنی اپنی منزل پہ پہنچا دے گا۔ جلدی کرو۔ کیونکہ اس کمپیوٹر کے چلنے کی اطلاع سائنسدانوں کو پہنچ گئی ہو گی۔ پہلے ناگن کوئین اور اس کے ساتھ ہی ناگ کمپیوٹر کے اندر داخل ہو گیا۔

شہباز لائبریری اینڈ بک سٹال
... روڈ ... لالچند آباد میرپور خاص

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفید سایہ

بڑے کمپیوٹر میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔
اندر کتنے ہی بلب چمک رہے تھے۔ ناگن اور ناگ دو
بڑے پرزوں کے درمیان میں خاموشی سے بیٹھ گئے۔ ناگن نے
کہا۔

"تین سیکنڈ کے بعد ہم یہاں سے روانہ ہونے والے ہیں۔
کوئی حرکت مت کرنا۔"

ناگ نے اپنے جسم کو بالکل بے حس و حرکت کر لیا۔ اسے
ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور پھر اسے اپنا جسم روئی کے گالے کی
طرح اندھیری فضاؤں میں اڑتا ہوا محسوس ہوا۔ اسے سوائے
اندھیرے اور گہری تاریکی کے اپنے ارد گرد اور کچھ نظر
نہیں آ رہا تھا۔ پھر اسے روشنی نظر آنے لگی۔ یہ روشنی دن
کی روشنی میں تبدیل ہو گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ وہ چھوٹی چھوٹی
پہاڑیوں کے درمیان ایک جگہ جھاڑیوں میں پڑا ہے۔

ناگ نے اٹھتے ہی گہرا سانس لیا اور انسانی شکل میں آ
گیا۔ انسانی شکل میں آ کر ناگ نے چاروں طرف نگاہ ڈالی۔
اس کے آس پاس چھوٹی چھوٹی خشک اور بنجر پہاڑیوں کا سلسلہ
دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ ان پہاڑیوں میں کہیں کہیں اونچے
اونچے مکان بنے ہوئے تھے۔ آسمان پر سورج نکلا ہوا تھا۔ دھوپ
چمک رہی تھی۔ فضا میں ہلکی گرمی تھی۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ کسی
شہر کی باہر کی پہاڑی آبادی ہے اور شہر بھی قریب ہی ہو گا۔
چنانچہ وہ ایک پگ ڈنڈی پر چل پڑا۔ کچی پگ ڈنڈی پر اونٹ
اور گھوڑوں کے پاؤں کے نشان تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ
ناگ کسی پرانے زمانے میں آ گیا ہے اور یہ علاقہ ہے جہاں
سواری کے لئے اونٹ اور گھوڑوں کو استعمال میں لایا جاتا
ہے۔ چلتے چلتے وہ پہاڑیوں سے باہر نکلا تو سامنے ایک خوبصورت
اونچے مکانوں والے شہر کو دیکھ کر وہیں رک گیا۔

شہر کی فصیل پر برج بنے تھے۔ اونچے مکانوں پہ رنگ
روغن کیا گیا تھا۔ شہر کا بڑا دروازہ کھلا تھا جس میں سے کچھ
لوگ پیدل اور کچھ خچروں اور گدھوں پر سوار آ جا رہے تھے۔
دو عورتیں کاندھوں پہ مٹی کی لمبوتری صراحیاں اٹھائے ناگ
کے قریب سے گزر گئیں۔ ناگ دل میں طرح طرح کے خیال لئے
اجنبی شہر کے دروازے کی طرف بڑھا۔ لوگوں کے لباس اور
عمارتوں سے ناگ نے اندازہ لگا لیا کہ وہ کسی بہت ہی پرانے زمانے
میں آ گیا ہے اور یہ علاقہ مصر و شام کا علاقہ ہی ہو سکتا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بازار لگے ہوئے تھے اور ہر چورا ہے میں چھوٹا سا باغ بنا ہوا تھا جس میں کھجور اور زیتون کے درخت اُگے تھے۔

ناگ قریب گیا تو اس نے ایک جگہ لوگوں کا ہجوم جمع تھا۔ دیکھا کہ مٹی کے چبوترے پر ایک بے حد خوبصورت چوڑے شانوں اور سنہری گھنگھریالے بالوں اور نیلی آنکھوں والا جوان ایک ہاتھ فضا میں آسمان کی طرف اٹھائے اس زمانے کی زبان میں لوگوں سے مخاطب تھا۔ اس نوجوان کی آواز میں ایک مقدس گونج تھی۔ اس کے چہرے پر نور برس رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"اے لوگو! اللہ کے سوا کسی اور کو پوجنا چھوڑ دو۔ صرف اسی کی پرستش کرو جو ہمارا تمہارا اور اس تمام کائنات کا واحد مالک ہے اور یہ سب کچھ دنیا کی نعمتیں جو تمہیں آج میسّر ہیں اسی کی عطا کی ہوئی ہیں اور اے لوگو! اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاؤ۔ سرکشی اور غرور سے باز آؤ۔ ورنہ ایک ایسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے کہ اس سے سوائے خدا کے کوئی طاقت تمہیں نہ چھڑا سکے گی۔"

ناگ اس حسین اور مقدس نورانی چہرے والے نوجوان کی تبلیغ سے بے حد متاثر ہوا۔ اس نے ایک آدمی سے پوچھا۔

"بھائی! یہ نوجوان کون ہے؟" اس آدمی نے عجیب نظروں سے ناگ کو دیکھا اور کہا۔

"تم اس شہر میں اجنبی لگتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ اللہ کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام ہیں اور قوم ثمود کو برائیوں سے بچنے کی تلقین فرما رہے ہیں"

ناگ نے بڑی عقیدت کے ساتھ حضرت صاحب کی طرف دیکھا عین اسی وقت حضرت صاحب کی نگاہ بھی ناگ پر پڑی۔ آپ ذرا خاموش ہوئے اور پھر فرمانے لگے۔

"اے لوگو! اللہ تعالےٰ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے وہ موت کو زندگی اور زندگی کو موت سے بدلنے پر قادر ہے۔ اس کی قدرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔"

جب حضرت صاحب نے تبلیغ ختم فرمائی تو لوگ ادھر ادھر چل دیئے۔ مگر ناگ اپنی جگہ پر کھڑے رہا۔ حضرت صاحب خاموشی سے ایک طرف کو چلنے لگے۔ ناگ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب آپ شہر سے باہر ایک ویران ٹیلے کے پاس آئے تو چہرہ پھیر کر پیچھے دیکھا۔ ناگ وہیں ادب سے رک گیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔

"ناگ! میں جانتا تھا کہ تم آؤ گے۔"

ناگ آگے بڑھ کر حضرت صاحب کے قدموں میں جھک گیا اور ان کے کرتے کے دامن کو چوم کر آنکھوں سے لگایا اور ادب سے بولا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مسعود: یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ کتنی خوش نصیب ہے یہ قوم کہ اس کو راہ راست پر لانے کے لیے آپ ان کے درمیان تشریف لائے ہیں"۔

حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔

"مگر یہ قوم ثمود غرور، شرک اور برائیوں کے گناہوں میں دھنس چکی ہے۔ ان پر میری تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ لیکن میرا کام ان تک اللہ کا پیغام حق پہنچانا ہے۔ اور جو قوم اللہ کے پیغام حق سے منہ پھیر لیتی ہے۔ پھر اسے دردناک تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا"۔

ناگ نے ادب سے عرض کی۔

"مسعود: مجھے اپنے قدموں میں جگہ عنایت فرمایئے میں یہاں رہ کر آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں"۔

حضرت صاحب نے فرمایا۔

"میرے بھائی! اللہ کے پیغمبر کسی سے خدمت نہیں کروایا کرتے۔ وہ اپنا کام آپ کرتے ہیں۔ مجھے سوائے اللہ کی محبت کے اور کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جنگل کا پھل کھا کر اور چشمے کا پانی پی کر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میری صرف ایک ہی خواہش اور ایک ہی مقصد ہے کہ اس قوم تک اللہ کا پیغام پہنچا دوں تاکہ یہ بھی راہ پر چلے اور دردناک عذاب سے بچ جائے۔ اس کے سوا میری اور کوئی خواہش نہیں ہے"۔

یہ کہہ کر حضرت صاحب ٹیلے میں اپنے غار کی طرف تشریف لے چلے۔ ناگ وہیں ادب سے سر جھکائے کھڑا رہا۔ اب ان کی طرف جانا بے ادبی تھی۔ ناگ نہایت عقیدت سے دس قدم پیٹھ پھیرے بغیر پیچھے چلا اور پھر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اب اسے معلوم ہوا کہ وہ قوم ثمود میں آ گیا ہے جو گناہوں میں ڈوبی ہوئی تھی اور بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ جس نے اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبرؑ کا پیغام سننے سے انکار کر دیا تھا اور پھر اس پر زبردست تباہی نازل ہوئی۔ اس شہر کا نام حجر تھا اور یہ حجاز اور شام کے درمیان واقع تھا۔ قوم ثمود کے لوگ بے حد دولت مند تھے۔ انہیں عالی شان محلات بنوانے کا بہت شوق تھا۔ دولت زیادہ آ جانے کی وجہ سے ان میں تکبر اور غرور آ گیا تھا۔ وہ غریبوں اور غلاموں پر بہت زیادہ ظلم کرتے تھے۔ ہر گھر میں پتھر کی ایک مورتی ہوتی تھی جس کی یہ لوگ پوجا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی راہ نمائی کے لیے اپنے پیغمبرؑ کو ان کے پاس پیغام حق دے کر بھیجا مگر اس قوم نے ان کی باتوں پر کان نہ دھرا بلکہ الٹا ان سے حجتیں کرتے تھے۔ کچھ لوگ حضرت صالح علیہ السلام کے پیغام برحق پر ایمان لے آئے تھے چنانچہ دوسرے دولت مند

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کفار ان پر بڑا ظلم توڑتے تھے۔ یہ بدبخت لوگ حضرت صالح علیہ السلام کو بھی نعوذ باللہ ہلاک کر دینے کی سازشیں کرنے لگے تھے کیونکہ حضرت صاحب انہیں بتوں کی پوجا سے منع فرماتے تھے۔

ناگ بھی ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو اللہ کے برگزیدہ پیغمبر کے سچے پیغام توحید پر ایمان لے آئے تھے۔ یہ چند ایک غریب اور سادہ لوح انسان تھے جو حضرت صاحب کے ساتھ ٹیلے کے ایک غار میں رہتے تھے۔ ناگ بھی ان کے ساتھ دن کے وقت انگور کے باغ میں محنت مزدوری کرتا اور رات کو ان کے پاس ہی زمین پر پڑ کر سو رہتا۔ حضرت صاحب سے ناگ کی دوبارا بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ ایمان لانے والوں کے گروہ میں ایک نوجوان قباد بھی تھا۔ ناگ سے اس کی دوستی ہو گئی تھی۔ ناگ کے بارے میں وہ اس کے سوا کچھ نہیں جانتا تھا کہ ناگ ملک مصر کا رہنے والا ایک غریب مزدور ہے اور حضرت صاحب کے حلقہ توحید میں شامل ہے۔ اس گروہ کے لوگ سورج کی پوجا بالکل نہیں کرتے تھے اور صرف ایک خدا کو مانتے تھے۔ ایک روز ناگ اور قباد دونوں اکٹھے شہر میں کام کی تلاش میں جا رہے تھے۔ اگرچہ ناگ وہاں کسی نہ کسی سانپ کی مدد سے زمین کے اندر دفن کسی خزانے سے دولت حاصل کر سکتا تھا مگر حضرت صاحب کا ارشاد تھا کہ خبردار کسی ایسی شے کو ہاتھ نہ لگانا جو تم نے خود نہ کمائی ہو۔ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے پیسے سے روٹی خرید کر کھاؤ۔ جو رقم تم نے خود نہیں کمائی وہ تمہارے لئے حرام ہے۔ تمہارے لیے آگ ہے۔ اسی لیے ناگ بھی دن بھر شہر میں جا کر محنت مزدوری کرتا تھا۔

اس روز وہ قباد کے ساتھ محنت مزدوری کرنے گیا تو کھجور کے ایک باغ میں کچھ مزدور زمین کی گوڈی کر رہے تھے ایک طرف باغ کا مالک تخت پر بڑی شان سے بیٹھا تھا۔ دو غلام اس کے پاؤں داب رہے تھے۔ ایک غلام پنکھا جل رہا تھا۔ باغ کا مالک کافر تھا۔ قباد نے جا کر کہا۔

”اگر کوئی کام ہو تو ہمیں دو۔ ہم حق حلال کی روزی کمانا چاہتے ہیں۔“

کافر مالک نے ایک قہقہہ لگایا اور بولا۔

”تم مجھے اپنے قبیلے کے آدمی نہیں لگتے۔“

قباد نے کہا۔

”ہم حضرت صالح علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔ ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور محنت کر کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کرتے ہیں۔“

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باغ کے مالک کا چہرہ غصّے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے چمڑے کا ہنٹر ایک غلام کی طرف پھینک کر کہا۔

"یہ لوگ ہمارے بتوں کو بھلا بُرا کہتے ہیں ان کو اس گستاخی کا مزا چکھاؤ۔"

ناگ قباد کے پاس خاموش کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ اپنے مالک کے حکم پر حبشی غلام نے ہنٹر اٹھا کر ہوا میں زور سے چٹخارا اور قباد کی طرف بڑھا۔ ناگ نے کہا۔

"میرے دوست نے کوئی قصور نہیں کیا۔ اسے کیوں مارتے ہو؟"

باغ کا مالک چلایا

"مار مار کر ان دونوں کی چمڑی اُدھیڑ دو۔ یہ ہمارے دشمن ہیں۔"

ہٹے کٹے حبشی غلام نے دھڑا دھڑ قباد اور ناگ پر ہنٹر برسانے شروع کر دیئے۔ قباد پتلا دبلا نوجوان تھا۔ ہٹے کٹے حبشی کا کیسے مقابلہ کر سکتا تھا۔ ناگ بھی دبلا پتلا تھا مگر وہ ظالم غلام کو بڑی اچھی طرح مزا چکھا سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ غلام کا کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ اپنے مالک کے حکم کے آگے مجبور ہے۔ چنانچہ ناگ نے غلام کو کچھ نہ کہنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ ایک طرف کو دوڑا۔ غلام نے اسے دوڑتا دیکھ کر قباد کو تو چھوڑ دیا اور اس کے پیچھے بھاگا۔ ناگ دوڑتا دوڑتا

اس تخت کے پیچھے آ گیا جس پر مغرور اور سنگ دل مالک بیٹھا غلاموں سے خدمت کروا رہا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا۔

"اسے بھاگنے مت دینا۔ کھال کھینچ لو اس کی۔"

غلام ہنٹر لہراتا ناگ کے پیچھے پیچھے دوڑتا چلا آ رہا تھا۔ ناگ تخت کے پیچھے آ کر کھجور کے ایک درخت کے پاس رک گیا۔ پھر اس نے وہیں کھڑے کھڑے ایک سانس اوپر کھینچ کر منہ سے پھنکار کی آواز نکالی اور حبشی غلام پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ہنٹر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر پڑا۔ کیونکہ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک انسان یعنی ناگ کی جگہ دس فٹ لمبا کالا سیاہ ناگ موجود تھا۔ جو اپنا خوفناک پھن اٹھائے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ حبشی کا خوف اترتا اور اس کے منہ سے چیخ نکلتی ناگ نے ایک بھیانک پھنکار ماری اور حبشی غلام دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ ناگ تخت کے پیچھے سے نکل کر باغ کے سنگ دل مغرور اور ظالم مالک کے سامنے آ کر اپنا پھن لہرانے لگا۔ ناگ نے اپنا پھن مالک کے چہرے کے بالکل قریب کر دیا تھا۔ جس سے مالک پر لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ اس کا رنگ سفید پڑ رہا تھا اور آنکھیں دہشت کے مارے پھٹی کی پھٹی تھیں۔ ناگ کے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص اتنا ڈر گیا ہے کہ اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسے مارے بغیر بھی اب کام نہیں سکتا ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے واپس مڑا اور جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔

باغ کے مالک پر ابھی تک خوف طاری تھا۔ جب سانپ چلا گیا تو اس نے ادھر ادھر دیکھ کر غلاموں سے کہا۔

"تم نے اسے مارا کیوں نہیں کم بختو!"

تینوں غلام سانپ کے خوف سے ڈر کر پرے بھاگ گئے تھے۔ اتنے میں ناگ بھی انسانی شکل میں وہاں آ گیا۔ قباد نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے تم بچ گئے۔ جدھر تم بھاگے تھے۔ ادھر ہی سے ایک کالا سانپ نکل کر یہاں آ گیا تھا۔"

ناگ نے کہا۔

"ہاں! میں نے اسے درختوں کی طرف جاتے دیکھا تھا!"

اب ناگ نے باغ کے مالک سے کہا۔

"مجھے یقین ہے اب تم ہم دونوں کو اپنے باغ میں خود ملازم رکھ لو گے۔ کیونکہ یہ سانپ تمہارے پاس یہ یاد دلانے آیا تھا کہ تم پہ کسی وقت بھی موت آ سکتی ہے!"

باغ کا مالک اندر سے ڈر گیا تھا۔ بے نیازی سے بولا۔

"اچھا! باغ میں گوڈی کرو۔ دو درہم مل جائیں گے!"

ناگ اور قباد خوشی خوشی باغ میں جا کر کام کرنے لگے۔ شام کو انہوں نے اپنی محنت مزدوری کے دو دو درہم جیب میں ڈالے۔ بازار سے آٹا دال خریدا اور واپس ٹیلے والے غار میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس آ گئے۔ ان کے ساتھی بھی محنت مزدوری کی کمائی کا خریدا ہوا آٹا دال لے کر وہاں پہنچ چکے تھے۔ سب مل جل کر روٹی پکانے لگے۔ ناگ نے یہ بات خاص طور پر دیکھی تھی کہ حضرت صاحب ان لوگوں کی روٹی دال کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے وہ دن میں صرف ایک بار جنگل میں جا کر گرے پڑے پھل اور کھجوریں کھاتے۔ کسی چشمے سے اپنی پیاس بجھاتے اور شہر میں لوگوں کو خدا کا پیغام سنانے چل دیتے تھے۔ اس وقت حضرت صاحب اپنے غار میں تشریف فرما تھے۔ ایک ساتھی نے آ کر ناگ سے کہا کہ اسے حضرت صاحب بلاتے ہیں"

ناگ ڈرتے ڈرتے غار میں گیا۔ اور ادب سے زمین پر دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب دیوار سے ٹیک لگائے خشک گھاس پہ تشریف رکھتے تھے۔

جہاں وہ بیٹھے تھے وہاں نور ہی نور پھیلا ہوا تھا۔ آپ نے بڑی حلیم آواز میں فرمایا۔

"ناگ! اللہ تعالےٰ کا پیغام ہم اللہ تعالےٰ کی طرف سے لوگوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے انہیں ڈرانا چاہتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت صاحب خاموش ہو گئے۔ ناگ سب سمجھ گیا تھا۔ اس نے ادب سے سلام کیا اور الٹے پاؤں غار سے باہر آ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ حضرت صاحب نے بالکل درست فرمایا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ اپنی طرف سے کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ ناگ کو وہاں رہتے ایک مہینہ گذر گیا۔

قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کے پیغام حق کو نہ سنا۔ ان کی بات پہ کان نہ دھرے اور گناہوں کی دلدل میں ڈوبتے چلے گئے یہاں تک کہ اللہ کے عذاب کی گھڑی آن پہنچی۔ قوم ثمود پہ آخر خدا کا عذاب نازل ہونے والا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنے مومنوں کو ساتھ لیا اور شہر میں جا کر قوم ثمود کو ایک بار پھر نیکی کے راستے پر چلنے کی تلقین کی مگر لوگوں نے ان پر ٹھٹھا کیا۔ ایک نے کہا۔

"تو ہمیں جس عذاب سے ڈراتا ہے تو وہ عذاب ہم پہ لے کر آ۔"

اب حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا۔ بھائیو! میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔" اس کے بعد حضرت صاحب نے ان سے منہ پھیر لیا اور غار میں تشریف لے آئے۔ پھر انہوں نے اپنے مومنوں کو ساتھ لیا اور فرمایا: اللہ تعالےٰ کا عذاب اس نافرمان قوم پر نازل ہونے والا ہے۔ آپ نے راتوں رات اپنے مومنوں کے ساتھ دریائے نود پار کیا اور شہر سے دور نکل گئے۔

ان کے شہر سے دور نکلتے ہی سورج نکلا اور آسمان سے کڑاک اور گرج کی ہیبت ناک آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ یہ ایسی دل ہلا دینے والی اور دھماکہ خیز آوازیں تھیں کہ پہاڑ پھٹ گئے۔ مکان ملبے کا ڈھیر ہو گئے اور زمین شق ہو گئی اور اس کے اندر نافرمان قوم غرق ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ کی جانب سے نازل کردہ عذاب نے جو دھاری دار بادلوں کی صورت میں تھا۔ اس کی گرج کڑک اور کانوں کو بہرہ کر دینے والی چیخوں نے قوم ثمود جیسی شان و شوکت والی قوم کو آن کی آن میں خاک کا ڈھیر بنا دیا۔ تاریخ میں درج ہے کہ قوم ثمود نے ایک ہزار سات سو شہر آباد کیے تھے جو سرسبز و شاداب تھے اور دولت میں اپنی مثال آپ تھے اور یہ سب کے سب عذاب الٰہی کی نذر ہو گئے یہاں تک کہ اب شاید ہی ان کا کہیں کوئی کھنڈر باقی ہو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حضرت صالح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔
قوم ثمود نے ان کی بتائی ہوئی نیک راہ پر چلنے سے انکار کر
دیا اور یوں تباہی سے دوچار ہوئی۔ آپ ارض فلسطین
کی طرف تشریف لے گئے۔ ناگ ان کے ساتھ ساتھ رہا اور وہیں
تک آپ کی خدمت کرتا رہا۔ ایک دن انہوں نے ناگ کو اداس
دیکھ کر کہا۔

"تم اپنے ساتھیوں کے لیے اداس ہو تو ان کے پاس چلے کیوں
نہیں جاتے؟"

ناگ نے عرض کی کہ یا حضرت مجھے ان کے ٹھکانے کا علم
نہیں۔ انہوں نے فرمایا۔

"وہ تم سے دور نہیں ہیں۔ جاؤ اس سامنے والے غار میں
تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

ناگ نے عرض کی کہ حضور کی خدمت کرنے میں جو راحت ملتی
ہے اس سے محروم نہیں ہونا چاہتا۔ آپ نے فرمایا "ہم اپنی خدمت
خود کرتے ہیں تم اپنے دوستوں سے جا کر ملو۔" ناگ نے ادب
سے سلام کیا اور سامنے غار میں داخل ہو گیا۔ غار میں سخت
اندھیرا تھا۔ ناگ آگے ہی آگے چلتا گیا۔ اچانک غار میں زور
کی بارش شروع ہو گئی۔ بادل گرجنے لگے۔ تیز آندھیاں چلنے
لگیں۔ مگر کمال کی بات یہ تھی کہ بارش میں نہ تو ناگ بھیگ رہا تھا

نہ آندھی ہی اسے کوئی نقصان پہنچا رہی تھی۔ وہ بڑے سکون
سے آگے ہی آگے غار میں بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

اچانک اسے تھیو سانگ اور ماریا کی خوشبو آنے لگی۔ پھر
بارش آندھی اور بادلوں کی گرج ختم ہو گئی اور ہلکی ہلکی روشنی بھی ہو
گئی۔ غار ختم ہو گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ وہ دھوپ کی روشنی میں آ
گیا ہے اور اس کے سامنے ایک ٹیلے کی ڈھلان کی جانب
وہی حوض اور غار کا شگاف ہے جہاں سے وہ تھیو سانگ اور
ماریا کو چھوڑ کر علاقے کا جائزہ لینے کے لیے عقاب کی شکل میں
اڑا تھا۔ ناگ نے فوراً عقاب کی شکل بدلی اور ٹیلے کی ڈھلان
کی طرف اڑنے لگا۔ دوسری طرف تھیو سانگ اور ماریا کو
بھی اس کی خوشبو آ گئی تھی۔ وہ غار کے اندر بیٹھے تھے اور انہیں
اندر بیٹھے ناگ کا انتظار کرتے تیسرا دن گزر رہا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔"

تھیو سانگ جلدی سے اٹھا۔ دونوں بھاگ کر غار سے باہر
آئے تو دیکھا کہ ناگ عقاب کی شکل میں نیچے اتر رہا ہے۔ ناگ نے
اترتے ہی انسان کی شکل بدل لی۔

تھیو سانگ اور ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا۔ ماریا تو اس
پر برس پڑی کہ وہ کہاں گم ہو گیا تھا؟ تھیو سانگ بولا۔

"تم کس طرف نکل گئے تھے؟ ہم تمہارے لیے سخت پریشان تھے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے جب انہیں سارا قصہ سنایا تو وہ دنگ رہ گئے۔

ماریا نے کہا۔

"کاش میں تمہارے ساتھ ہوتی اور میں بھی خدا کے برگزیدہ پیغمبر کی زیارت کر سکتی۔"

ناگ دیر تک انہیں قوم ثمود کے گناہوں اور حضرت صالح علیہ السلام کی تلقین کی باتیں سناتا رہا۔ تھیوسانگ نے کہا۔

"تمہیں چاہیے تھا کہ ان سے عنبر اور کیٹی کے بارے میں پوچھ لیتے کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟"

ناگ نے کس قدر تعجب سے کہا۔ عجیب بات ہے کہ مجھے ان کا خیال ہی نہیں آیا۔

ماریا نے آہستہ سے کہا۔

شاید خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ تم ان سے عنبر اور کیٹی کے بارے میں پوچھو۔ ورنہ تمہیں ضرور خیال آجاتا۔"

ناگ بولا۔

"تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو ماریا۔ واقعی مجھے ایک لمحے کے لیے بھی ان کا خیال نہیں آیا۔ بلکہ تمہارا بھی خیال نہیں آرہا تھا۔ تو انہوں نے مجھے خود ہی فرمایا کہ ناگ تم اپنے دوستوں کے لیے اداس ہو تو ان کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے۔"

ماریا نے آہ بھر کر کہا۔

"اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کو دلوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔"

تھیوسانگ بولا۔

"میرے خیال میں اب ہمیں خود عنبر اور کیٹی کی تلاش شروع کرنی چاہیے۔"

"کیوں نہیں" ناگ نے کہا۔ "ویسے میں نے ارد گرد دیکھ لیا ہے یہاں دور دور تک صحرا اور ریگستان ہی ریگستان ہیں۔ ہاں جنوب مشرق کی طرف گئے جنگلوں کے پار سمندر شروع ہو جاتا ہے جو افریقہ کے مغربی ساحل تک پھیلا ہوا ہے۔

ماریا نے چونک کر کہا۔

"کیوں نہ ہم افریقہ کی طرف چلیں۔ مجھے یقین ہے کہ عنبر اور کیٹی افریقہ میں ہی ہوں گے۔"

ناگ نے کہا۔

"ہاں۔ ویسے بھی ہمیں افریقہ گئے مدت گزر چکی ہے۔"

تھیوسانگ کہنے لگا۔

"کہیں کسی افریقی جادوگر کے پنجے میں نہ پھنس جائیں! ماریا تو غائب بھی نہیں ہے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"ہو سکتا ہے وہاں کوئی ایسا سبب بن جائے کہ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا بھی طاقت اسے پھر سے مل جائے۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے ٹیلے سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ شہر میں جا کر وہ ایک کارواں سرائے میں آگئے۔ دو روز یہاں انتظار کیا اور پھر ایک قافلے میں شامل ہو کر برازیل کے مغربی ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔

شیوسانگ ناگ اور ماریا کو ہم اس قافلے کے ساتھ چھوڑتے ہیں اور خود کچھ دیر کے لیے واپس اس جگہ پہنچتے ہیں جہاں سمندر کے نیچے عنبر پتھر کے ساتھ زنجیر سے بندھا پڑا تھا۔ اس کی شکل پانڈو خونی کی تھی اور اسے سمندر کی تہہ میں پڑے کئی مہینے گزر گئے تھے۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اب تک اس کی ہڈیاں بھی مچھلیاں کھا چکی ہوتیں مگر چونکہ وہ عنبر تھا اس لیے ابھی سمندر کے نیچے بھی زندہ تھا۔ مگر اس میں صرف زندہ رہنے کی طاقت ہی تھی۔ وہ زنجیروں کو یا پتھر کو نہیں توڑ سکتا تھا۔ سمندر کے نیچے ہر وقت دھندلا دھندلا اندھیرا چھایا رہتا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ سمندر کے نیچے پانی زور زور سے کھولنے لگا۔ لہروں کا بہاؤ اتنا شدید اور زوردار تھا کہ عنبر جس پتھر سے ساتھ بندھا ہوا تھا وہ اپنی جگہ سے اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ اب عنبر کی نگاہ ایک بہت بڑی وہیل مچھلی پر پڑی جو طوفانی

رفتار کے ساتھ اپنا پہاڑ ایسا منہ کھولے اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عنبر کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ دیکھتے دیکھتے وہ وہیل مچھلی کے پیٹ کے اندر تھا۔

اب وہ گھپ اندھیرے میں آگیا تھا۔ پھر وہ جیسے ایک غار میں سے گزرتا ہوتا وہیل مچھلی کے معدے میں جا کر اتر گیا۔ یہاں عنبر نے بے شمار سمندری مچھلیوں اور مردہ کیکڑوں اور مردہ سمندری سانپوں کو دیکھا۔ وہیل مچھلی سمندر کی سطح پر ابھر آئی اور اس نے طوفانی رفتار کے ساتھ جنوب کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ سارا دن اور ساری رات وہیل مچھلی سمندر میں تیرتی رہی۔ دوسرے دن وہیل مچھلی نے محسوس کیا کہ اس کے معدے میں جو شے گئی ہے وہ اسے پریشان کر رہی ہے۔ چنانچہ وہ پریشان ہو کر ساحل کی طرف بھاگی اور اس نے زور سے کھانستے ہوئے عنبر کو پتھر سمیت اوپر کو اچھال دیا۔ عنبر پتھر کے ساتھ بندھا بڑے زور سے ساحل کے پتھروں پر جا گرا۔ گرتے ہی جس پتھر کے ساتھ وہ بندھا تھا وہ ٹوٹ گیا اور عنبر زنجیر سے آزاد ہو گیا۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا اور جائزہ لیا کہ وہ کس مقام پر آگیا ہے۔ یہ سمندر کا ساحل تھا جو جنگل کی شکل میں دور تک چلا گیا تھا۔ عنبر نے جنگل کے کنارے کنارے چلنا شروع کر دیا۔ دوپہر تک وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھا گیا۔ دوپہر کے بعد راستہ جنگل کے اندر جاتا دکھائی دیا۔ عنبر کو ابھی تک کوئی انسان یا جنگلی جانور دکھائی نہیں دیا تھا۔

وہ اللہ کا نام لے کر جنگل میں داخل ہو گیا۔ جنگل بے حد گھنا تھا۔ عنبر شام تک جنگل میں سفر کرتا رہا۔ جب اندھیرا گہرا ہو گیا تو وہ ایک چٹان کے پاس جہاں ایک چشمہ بہہ رہا تھا گھاس پر بیٹھ گیا۔ اس نے چشمے میں غسل کیا۔ بھوک اسے بالکل نہیں لگتی تھی۔ اس کی شکل ابھی تک پانڈو خوفی کی تھی جس کا اسے بے حد افسوس تھا۔ مگر وہ مجبور تھا۔ اسے کسی طرف سے بھی کیٹی ناگ ماریا اور تھیوساتگ کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ان کے بارے میں سوچنے اور الجھنے لگا۔ ابھی اس کی آنکھ ہی لگی تھی کہ اسے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے جنگل میں کوئی زور زور سے دوڑتا ہوا چلا آ رہا ہو۔

عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور جلدی سے چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ آواز اسی کی طرف آ رہی تھی۔ اتنے میں ایک لمبے بالوں والی لڑکی ہانپتی کانپتی دوڑتی ہوئی آئی اور چشمے کے پاس بے دم ہو کر گر پڑی وہ سسکیاں بھر رہی تھی اور اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی درختوں میں سے دو جنگلی نمودار ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں تیر کمان تھے۔ وہ بھی بھاگتے ہوئے لڑکی کا پیچھا کرتے چلے آ رہے تھے انھوں نے آتے ہی لڑکی کو دبوچ لیا۔ لڑکی نے چیخ

کر کہا کہ مجھے نہ مارو۔ مجھے نہ مارو۔ ایک جنگلی نے قہقہہ لگایا۔ اپنی پیٹی سے خنجر نکالا اور بولا۔ "تیری گردن کاٹ کر دیوی کی نذر کرنی ہے۔ تو ہماری دیوی کا شکار ہے۔" لڑکی نے چیخ ماری۔ ساتھ ہی عنبر اپنی جگہ سے اچھلا اور جنگلی پر گرتے ہی اس کے ہاتھ سے خنجر نوچ لیا۔ عنبر کی طاقت ابھی تک وہی تھی۔ جنگلی کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ دوسرے جنگلی نے تیر کمان میں جوڑا ہی تھا کہ عنبر نے اسے بھی زور سے مکا ملا اور زمین پر گرا دیا۔ عنبر کے مکے میں اتنی طاقت تھی کہ جنگلی کا جبڑا لٹک گیا اور وہ دوبارہ زمین سے نہ اٹھ سکا۔

اب لڑکی پھٹی پھٹی نظروں سے عنبر کو تکنے لگی۔ عنبر نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں بہن۔ مجھے اپنا بھائی سمجھو۔ مگر تم کون ہو اور یہ لوگ تمہیں کیوں مارنا چاہتے تھے؟"

لڑکی کو جب عنبر نے اپنا بھائی کہا تو اس کو حوصلہ ہوا۔ اس نے بالوں کو درست کیا۔ چشمے میں سے تھوڑا سا پانی پیا اور عنبر سے کہنے لگی۔

"میرا نام کوتاش ہے۔ میں یہاں سے دور ایک قصبے کے سوداگر کی بیٹی ہوں۔ یہ جنگلی مجھے قصبے سے اٹھا کر جنگل میں اپنی دیوی پر قربان کرنے کے لیے لے آئے تھے کہ میں موقع پا کر بھاگ گئی۔"

عنبر نے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ملامت کرو۔ میں تمہیں تمہارے باپ کے گھر پہنچا دوں گا۔" تمہارا گھر یہاں سے کتنی دُور ہو گا؟"

کوتاش بولی۔

"اس جنگل کو پار کرنے کے بعد ایک دریا آتا ہے۔ دریا کے پار ہمارا قصبہ ہے۔"

عنبر نے دیکھا کہ لڑکی کا رنگ سیاہی مائل تھا اور اس کے نقش حبشی عورتوں ایسے تھے۔ اس نے لڑکی سے پوچھا کہ یہ کونسا علاقہ ہے؟ لڑکی نے کہا۔

"یہ جنوبی افریقہ کا مغربی ساحل ہے۔ مگر تم اس جنگل میں کیا کر رہے ہو؟"

عنبر بولا۔

"بس یہی سمجھ لو کہ مسافر ہوں۔ جنگل میں راستہ بھول گیا تھا۔ چلو۔ میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤں۔ ہمیں یہاں زیادہ دیر نہیں رکنا چاہیئے۔"

اور عنبر نے لڑکی کوتاش کو ساتھ لیا اور جنگل میں دوسری طرف روانہ ہو گیا۔ لڑکی کوتاش کو جنگل کے راستے کا پتہ تھا۔ پھر بھی وہ ساری رات جنگل میں سفر کرتے رہے۔ جب سورج طلوع ہوا اور دن کی روشنی پھیلی تو جنگل ختم ہو گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ وہ ایک کھلی جگہ پر تھا اور سامنے دریا بہہ رہا تھا۔ کوتاش نے دریا کے دوسرے کنارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دریا پار جو درخت نظر آتے ہیں وہ ہمارے قصبے کے ہیں۔"

کوتاش بڑی خوش تھی کہ وہ جان بچا کر اپنے گھر آ گئی ہے۔ انہوں نے ایک کشتی میں بیٹھ کر دریا پار کیا۔ کوتاش کے باپ کا گھر کافی بڑا تھا۔ وہ ایک امیر سوداگر تھا۔ اپنی بیٹی کو دیکھ کر وہ خوشی سے نہال ہو گیا جب اسے پتہ چلا کہ عنبر نے اس کی بیٹی کی جان بچائی ہے تو اس نے عنبر کو گلے لگا لیا اور اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ عنبر نے بتایا کہ وہ ایک سیاح ہے اور جنگل میں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آیا تھا کہ راستہ بھول گیا۔ کوتاش کے باپ نے کہا کہ اب تم ہمارے ہاں ہی رہو۔ ہمیں خوشی ہو گی۔ مگر عنبر کو تو اپنے ساتھیوں کی تلاش تھی۔ اس نے سوچا کہ چند روز یہاں رہ کر وہ پھر آگے روانہ ہو جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تابوت والی لڑکیاں

عنبر کو وہاں رہتے چار دن گزر گئے
اسے اب کمٹی ماریا ناگ، اور تھیوساگ کی یاد ستانے لگی۔
وہ ان کی تلاش میں نکل جانا چاہتا تھا۔ ایک دن اس نے
کوتاش کے باپ سے اجازت لے کر چلے جانے کا فیصلہ کر لیا وہ
کوتاش کے باپ کے کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ اس نے
صحن میں کوتاش کے باپ کو کچھ آدمیوں سے باتیں کرتے دیکھا
ان آدمیوں نے سپاہیوں کا لباس پہن رکھا تھا اور تلواریں لٹک
رہی تھیں۔ کوتاش کے باپ نے انہیں بڑی خندہ پیشانی سے
صحن میں لگی لکڑی کی چپائی دار کرسیوں پر بٹھایا اور ان سے
باتیں کرنے لگا۔ عنبر نے سوچا کہ وہاں جا کر وہ اس سے اجازت
لے لے۔ جب وہ صحن میں پہنچا تو سپاہیوں کے سالار کی نگاہ
عنبر پر پڑ گئی۔ اس نے فوراً تلوار نکال لی اور چلا کر کہا
"یہی ہے پانڈو خونی جس کی ہمیں تلاش تھی"
عنبر سب کچھ سمجھ گیا۔ وہ بھاگنے ہی والا تھا کہ ایکدم

سے سارے سپاہیوں نے اسے دبوچ لیا اور دیکھتے ہی
دیکھتے اسے زنجیروں میں جکڑ کر رکھ دیا۔ کوتاش کا باپ بڑا
پریشان ہوا کہ جس کو اس نے پناہ دی تھی وہ خونی پانڈو تھا۔
کوتاش کو پتہ چلا تو وہ بھی بڑی حیران ہوئی۔ سالار بولا۔
ہمیں افسوس ہے کہ آپ نے ایک خونی کو گھر میں پناہ
دے رکھی تھی مگر میں راجہ سے آپ کی شکایت نہیں
کروں گا۔ کیونکہ آپ ہمارے دوست ہیں'
کوتاش کا باپ بولا۔
مجھے بالکل علم نہیں تھا کہ جس شخص نے میری
بیٹی کی جان بچائی ہے وہ خونی پانڈو ہے'
سالار نے کہا۔
ہمارے راجہ نے یہاں کے راجہ سے درخواست کی
تھی کہ اگر پانڈو خونی اس کی ریاست میں گرفتار ہو
جائے تو اسے اپنے شہر کے چوک میں پھانسی پر لٹکا
دیا جائے۔ کیونکہ یہ شخص پھانسی کی کوٹھڑی سے بھاگا
ہوا ہے۔
کوتاش کا باپ بولا۔
میری طرف سے آپ اس کے ساتھ جو چاہے
سلوک کریں۔ کیونکہ ایک خونی کی میں حمایت نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر سکتا۔

عنبر خاموش رہا۔ اسے معلوم تھا کہ جب یہ اسے پھانسی پر چڑھائیں گے تو خود ہی شرمندہ ہوں گے اور پھر جب یہ لوگ اسے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ تو وہ رسہ تڑا کر فرار ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے کوئی مزاحمت یا مقابلہ نہ کیا۔ سالار عنبر کو لے کر قصبے کے باہر آ گیا۔ گھوڑوں پر سوار ہو کر یہ لوگ شہر میں آ پہنچ گئے جہاں راجہ کا محل تھا۔ یہاں راجہ کے حکم سے شہر کے چوک میں پھانسی گاڑ دی گئی لوگ جمع ہو گئے عنبر کی گردن میں جلاد نے پھانسی ڈال دی۔ سب درباری اور دوسرے لوگ اردگرد بیٹھ گئے۔ سالار کے حکم سے جلاد نے ہتھی نیچے کر دی جس کے ساتھ ہی عنبر رسی کے ساتھ لٹک گیا۔ وہ زندہ تھا مگر اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ مر گیا ہے۔ اداکاری کرتے ہوئے تھوڑا سا تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی لاش کو اتار کر جنگل میں ایک درخت کے ساتھ لٹکا دیا گیا تاکہ جنگلی جانور اور درندے اسے کھا جائیں جب سب لوگ چلے تو عنبر نیچے گرنے کے لئے اپنی گردن میں بندھی ہوئی رسی کھولنے ہی لگا تھا کہ اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ عنبر نے دیکھا کہ جھاڑیوں میں سے گزرتا ہوا ایک انسانی ہیولا اس کی جانب چلا آ رہا تھا۔ یہ ایک سفید سایہ سا تھا۔ سفید سائے نے اپنا جسم عنبر کے جسم سے لگایا اور عنبر کی رسی اپنے آپ کھل گئی اور وہ نیچے گر پڑا۔ سفید سائے نے کہا

عنبر! اب تو پانڈو خونی نہیں ہے۔ پانڈو خونی میں ہوں۔ تو پھر سے عنبر بن گیا ہے جا اور جا کر اپنی نئی زندگی شروع کر۔ تیری طاقت بھی تجھے خدا کی مرضی سے واپس مل گئی ہے۔

اتنا کہہ کر سفید سایہ غائب ہو گیا۔ عنبر نے اپنے جسم کا جائزہ لیا۔ وہ عنبر ہی تھا۔ وہ بھاگ کر پانی کے ایک چشمے پر گیا۔ اس میں جھک کر اپنا عکس دیکھا۔ اس کی شکل اب پانڈو خونی کی شکل نہیں تھی بلکہ عنبر کی اپنی شکل تھی وہ بہت خوش ہوا اور جنگل میں سے نکل کر کوتاش کے مکان کے باہر پہنچا تو دیکھا کہ مکان کے صحن میں لڑکی کوتاش چٹائی پر سر جھکائے غم میں ڈوبی ہوئی بیٹھی تھی عنبر سمجھ گیا کہ وہ اس کی موت پر غمزدہ ہے۔

عنبر نے ہاتھ بلند کر کے آواز لگائی "بہن!" غمگین کیوں ہوئی ہے! تیرے دکھ درد دور ہو جائیں گے۔ کوتاش نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا۔ کوتاش کی آنکھوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آنسو تھے۔ اس نے عنبر سے پوچھا

تم کون ہو؟

عنبر نے قریب آکر کہا

میں وہ ہوں جس کی موت کا تو سوگ منا رہی ہے۔

کوتاش نے حیرت سے کہا

میں تو اپنے بھائی عنبر کی موت پر اداس ہوں جو اصل میں پانڈو خونی تھا لیکن اس نے مجھے نہیں بتایا۔ تو کون ہے؟

عنبر نے کہا

"میں عنبر ہوں جو ایک طلسم کی وجہ سے پانڈو کی شکل اختیار کئے ہوئے تھا۔ کیا تم محسوس نہیں کر رہی ہو کہ میری آواز بھی وہی ہے یقین کرو میری بہن کہ میں اصلی پانڈو خونی نہیں تھا۔ میں عنبر تھا اور عنبر ہوں۔ تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں کہ مجھے معلوم تھا کہ تم میرے لئے غم زدہ ہوگی اب خوش ہو جاؤ۔ مگر یہ بات کسی اور کو نہ بتانا۔

کوتاش کو بڑی خوشی ہوئی کہ اسے اس کا بھائی واپس مل گیا ہے۔ اس نے اپنے باپ سے یہ کہہ کر عنبر کا تعارف کرایا کہ جنگل میں ڈاکوؤں سے بچانے میں اس نے بھی اس کی مدد کی تھی۔ کوتاش کے باپ کو یقین نہ آیا۔ وہ عنبر کو کوئی چور ڈاکو خیال کرنے لگا جو اس کی دولت پر ڈاکہ ڈالنے وہاں آ گیا تھا۔ مگر وہ اپنی بیٹی کوتاش کی وجہ سے چپ رہا اور اس نے عنبر کو کچھ نہ کہا۔ لیکن دل میں طے کر لیا کہ وہ عنبر سے ہوشیار رہے گا اور اسے اپنے مکان میں زیادہ دن ٹھہرنے نہیں دے گا۔

کوتاش کے باپ نے عنبر کو نوکروں کی ایک کوٹھڑی دے دی۔ عنبر نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ کیونکہ وہ وہاں کچھ دیر رہ کر ناگ، ماریا، کیٹی اور تھیوسانگ کا کھوج لگانا چاہتا تھا۔ کوتاش جس قصبے میں رہتی تھی وہاں قریب ہی جنگل کے کنارے دریا بہتا تھا عنبر دن میں ایک بار دریا پر ضرور جاتا کہ شاید کسی کشتی میں اس کے ساتھی آ رہے ہوں۔ اس وقت تھیوسانگ ماریا اور ناگ ایک قافلے کے ساتھ جنوبی افریقہ کے اسی ساحل کی طرف چلے آ رہے تھے جہاں عنبر موجود تھا۔

اب ہم تھوڑی دیر کے لئے کیٹی کی طرف چلتے ہیں آپ کو یاد ہوگا کہ کیٹی جل پری کی شکل میں سمندر میں چٹانوں کے پاس رہ رہی تھی۔ اسے کچھ یاد نہیں تھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ جل پری وہ کیٹی ہے جو [illegible] دیوی کے طلسم سے جل پری کی شکل میں بدل گئی ہے۔ ایک دن وہ سمندر سے نکل کر چٹان پر بیٹھی دھوپ تاپ رہی تھی کہ اتفاق سے ایک بادبانی جہاز قریب سے گزرا۔ اس جہاز میں مچھلیوں کا ایک سوداگر سوار تھا جو ساحل پر سے [illegible] پر مچھلیاں پکڑ کر منڈی میں لاتا تھا۔ سوداگر اس وقت جہاز کے عرشے پر موجود تھا۔ اس نے چٹان پر بیٹھی جل پری کو دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑا۔ اس جل پری کو پکڑ کر وہ بے پناہ دولت کما سکتا تھا۔

اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ جل پری کو پکڑا جائے۔ مگر کیٹی نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا۔ جونہی آدمی کشتیوں میں اس کی طرف بڑھے کیٹی نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور غائب ہو گئی۔ سوداگر ہاتھ ملتا رہ گیا۔ وہ تو جہاز لے کر چلا گیا مگر اس کے آدمیوں کی وجہ سے آس پاس کے علاقوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ چٹانوں کے پاس سمندر میں ایک جل پری رہتی ہے جس کا آدھا دھڑ عورت کا اور آدھا دھڑ مچھلی کا ہے۔ شکاری اس سمندر کی طرف چل پڑے۔ کئی شکاری رات دن وہاں بیٹھے کیٹی کے سمندر سے باہر آنے کا انتظار کرتے رہے مگر وہ باہر نہ آئی۔

آہستہ آہستہ ناامید ہو کر سب چلے گئے مگر ایک شکاری وہیں چھپ کر بیٹھا رہا۔ اس نے اپنی چھوٹی سی کشتی چٹانوں کے ساتھ پیچھے کر کے باندھ رکھی تھی اور خود ایک چٹان کی کھوہ میں گھات لگا کر بیٹھا تھا۔ اس کے پاس تیر کمان تھا۔ تیر کے آگے ایک ایسا زہر لگا دیا گیا تھا جس سے جل پری فوراً بے ہوش ہو جائے۔ کیٹی نے جب محسوس کیا کہ اب میدان خالی ہو گیا اور اسے دھوپ کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ پانی سے باہر نکل کر چٹان پر آ کر بیٹھ گئی۔ دھوپ سمندر میں کھلی ہوئی تھی۔ جل پری کیٹی کے لمبے بال کھلے تھے۔ وہ بڑے مزے سے بیٹھی گنگنا رہی تھی اور بالوں کو دھوپ میں سکھا رہی تھی۔ دوسری جانب شکاری نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ اس کے دل کی امید بھر آئی تھی۔ وہ تو اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا چنانچہ اس نے سوچا کہ وہیں سے نشانہ باندھ کر تیر چلا دینا چاہیئے کیونکہ اگر وہ چل کر جل پری کے پاس جاتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ پاؤں کی آہٹ سن کر وہ سمندر میں غوطہ لگا جائے۔

چنانچہ شکاری نے تیر کو کمان میں جوڑا۔ کیٹی کے نچلے مچھلی والے دھڑ کا نشانہ باندھا اور تیر چلا دیا۔ سن کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

[illegible] کے ساتھ تیر گولی کی رفتار کے ساتھ کمان سے نکل کر جل پری کیٹی کی دم کے پاس جا کر لگا۔ یہ [illegible] سمندر تک چھلانگ لگا دی۔ شکاری بڑے اطمینان [illegible] رکے [illegible] پر بیٹھ گیا۔ اسے یقین تھا کہ اب جل پری فوراً [illegible] بچ کر کہیں نہیں جا سکتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بے ہوش کرنے والا تیر کھا کر نیچے سمندر کی [illegible] تو اس پر غشی چھانے لگی اور وہ بے ہوش ہو کر پانی [illegible] آب سمندر کے باہر آ گئی۔ شکاری [illegible] بار بار اتنی [illegible] میں تھا۔ اس نے جل پری کو بے ہوشی [illegible] کیٹی جل پری سمندر کی سطح پر ابھرتے دیکھا تو کنڈی اس [illegible] کے ایک [illegible] جل پری کیپل کو کھینچتا ہوا چٹانوں کے [illegible] اوپر سے [illegible] ہو گئی۔ سمجھ [illegible] پھر اس نے اسے اپنی کشتی میں ڈال کر اوپر [illegible] ساحل کی طرف چلا گیا۔ وہ کیٹی [illegible] چھپا کر پھر کسی کے پاس اچھے [illegible] طرف روانہ ہو گیا۔ [illegible] فروخت کرنا چاہتا تھا۔ سارا دن [illegible] سفر کرتا رہا۔ گیارہویں [illegible] وہ ایک کھاڑی میں پہنچ گر [illegible] کی بندرگاہ پر [illegible] جل پری کی نمائش [illegible] لگی ہوئی تھیں۔ [illegible] اس نے کشتی کو چلا کر جہاز پر جل پری [illegible] دیکھنے کے لئے آنا شروع [illegible] پری کو جو۔

ہو گئے۔ ایک ہفتے کے اندر اندر مانڈے نے ہزاروں روپے کے ٹکٹ کما لئے۔ اسی دوران ایک پُر اسرار سا آدمی بھی ٹکٹ لے کر جل پری کیٹی کو دیکھنے جہاز پر آیا۔ اس نے لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔ چہرے پر لمبی داڑھی تھی آنکھیں الو کی آنکھوں کی طرح زرد اور گول گول تھیں۔ اس نے جھک کر پانی کے ٹب میں جل پری کیٹی کو غور سے دیکھا چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پیدا ہوئی اور خاموشی سے لمبے لمبے قدم اٹھاتا جہاز سے واپس چلا گیا۔ اس رات ایسا ہوا کہ جہاز پر خاموشی چھائی تھی۔ جہاز کا کپتان اور ملاح سب سو رہے تھے۔ کیٹی جل پری بھی پانی کے ٹب میں خاموش پڑی تھی۔ جہاز کے بادبان لپٹے ہوئے تھے۔ مستول کے ساتھ ایک لالٹین جل رہی تھی سمندر کی سطح بھی خاموش اور پُر سکون تھی۔ رات آدھی گزر چکی تھی اس خاموشی اور سناٹے میں جہاز کی دوسری طرف سمندر کی سطح پر کچھ بلبلے نمودار ہو کر پھٹ گئے۔

اس کے بعد اندھیرے میں سمندر کی سطح پر تین انسانی سر ابھرے ان کے سروں پر رومال بندھے تھے۔ دانتوں میں خنجر پکڑے ہوئے تھے۔ دیکھنے میں تینوں کسی بحری ڈاکوؤں کی شکلیں لگتی تھیں۔ وہ سمندر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اندر ہی اندر ہاتھ پاؤں چلاتے تیرتے ہوئے جہاز کے
پچھلے حصے کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں جہاز کے پچھلے حصے پر سے
ایک رسی نیچے لٹک رہی تھی وہ اسی رسی کے ذریعے باہر
بندروں کی طرح چڑھ کر جہاز کے عرشے پر آ گئے۔ وہ
[illegible] فاصلے پر تھے۔ عرشے پر آتے ہی وہ جھک کر
دبے پاؤں اسی طرف چلے جدھر پانی کے ٹب میں جل پری
تھی۔ ان میں سے ایک آدمی کے کاندھے پر بڑا سا خالی
تھیلا تھا۔ جونہی وہ ٹب کی طرف بڑھے ایک ملاح کی
آنکھ کھل گئی لیکن اس سے پیشتر کہ وہ آواز نکالتا
بحری ڈاکو کا خنجر اس کے دل میں اتر چکا تھا ملاح کو
موت کی نیند سلا کر وہ عرشے کے چوبی فرش پر مگرمچھ
کی طرح رینگتے جل پری کے ٹب کے پاس آ گئے۔
کیٹی جل پری جاگ رہی تھی۔ ایک ڈاکو نے ٹب
میں چھلانگ لگا دی اور جل پری کے منہ پر اتنی تیزی
سے رومال باندھ دیا کہ جل پری کیٹی کوئی آواز نہ نکال
سکی انہوں نے جل پری کو رسی کی مدد سے ٹب سے
باہر نکال کر تھیلے میں بند کیا اور اسی طرح رینگتے
واپس اس جگہ پہنچے جہاں عرشے کے جنگلے کے ساتھ
رسی لٹک رہی تھی۔ اسی رسی کی مدد سے وہ سمندر میں

گئے اور غوطے لگا کر غائب ہو گئے۔
سمندر کے اندر ہی اندر وہ غوطہ لگا کر کافی دور
تک تیرتے چلے گئے۔ پھر انہوں نے سر باہر نکال کر سانس
لی اور دوبارہ غوطہ لگا گئے۔ اسی طرح چھ سات بار
سانس لینے اور غوطہ لگا کر تیرتے رہنے کے بعد وہ ایک
کشتی کے پاس آ گئے جس پر وہ آدمی پہلے سے تیار بیٹھا
تھا جو اسی روز جل پری کو دیکھنے آیا تھا اور جس کی لمبی
داڑھی اور الو ایسی زرد آنکھیں تھیں۔ اس نے جل پری
کا تھیلا کشتی پر کھینچ لیا اور پھر تینوں ڈاکو ملاح بھی کشتی
میں آ کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے تیزی سے کشتی کے چپو
چلانے شروع کر دیئے۔

دیکھتے ہی دیکھتے یہ کشتی سمندر کے اندھیرے میں گم
ہو گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد یہ کشتی ایک کھاڑی میں داخل
ہو گئی جس کا پانی ایک پرانے ویران محل کی دیوار سے
ٹکراتا ہوا دلدلی جنگل کی طرف نکل گیا تھا۔ پُراسرار آدمی
نے محل کی زنگ آلود سیڑھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ یہ
سیڑھیاں آدھی سمندری کھاڑی میں ڈوبی ہوئی تھیں یہاں
گہرا اندھیرا تھا۔ ڈاکو ملاح کشتی کو لے کر ویران محل کی
زنگ آلود سیڑھیوں کے پاس لے آئے۔ پُراسرار آدمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے ہیں تمہیں سونے کے دس دس سکے دوں گا۔"

ملاح قبرستان کی پرانی قبروں کے درمیان سے گزرتے دوسرے دروازے میں داخل ہو گئے۔ آگے ایک تاریک راہ داری تھی۔ پراسرار آدمی نے لوہے کی چٹخنی کھولی تو عجیب سی آواز پیدا ہوئی۔ ملاح وہیں رک گئے وہ ڈرے ہوئے تھے

پُراسرار آدمی نے دروازہ کھول کر کہا

اندر آ کر جل پری کو رکھ دو۔ میں تمہارا انعام لاتا ہوں۔

یہ کہہ کر وہ راہ داری میں آگے چلا گیا۔ ملاحوں نے کمرے میں آ کر دیکھا کہ وہاں پرانے زمانے کے میلے کچیلے بوسیدہ پھٹے پرانے صوفے اور گول میز پڑی تھی۔ دیواروں کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ آتشدان میں کوئی آگ نہیں تھی۔ یہاں بہت سردی تھی انہوں نے جل پری کیٹی کو پانی کے ایک ٹب میں ڈال دیا۔ یہ ٹب اسی کے لیے پہلے سے رکھا گیا تھا۔ انہوں نے جل پری کا منہ پر بندھا ہوا رومال کھول دیا۔ جل پری نے منہ سے عجیب سی سیٹی ایسی آواز نکالی اور پانی میں ڈبکی لگا گئی۔

ملاح آپس میں سرگوشیوں میں باتیں کرنے لگے کہ یہ جگہ بڑی پُراسرار ہے ہمیں یہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا چاہیے اتنے میں الو کی آنکھوں والا پُراسرار آدمی آگیا۔ اس کے ہاتھ

کشتی سے باہر آ گئی۔ ڈاکو ملاحوں نے جل پری کیٹی کا تھیلا اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھ کر پُراسرار داڑھی والے آدمی کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔

سیڑھیاں ختم ہوئیں تو آگے بوسیدہ محل کا دروازہ آگیا جو آدھا کھلا تھا اندر بھی گھپ اندھیرا تھا۔ ڈاکو ملاح وہاں رک گئے۔ پراسرار آدمی نے انہیں الو ایسی زرد آنکھوں سے دیکھا اور کہا۔

اندر سے چلو تمہیں معقول انعام ملے گا۔

انعام کے لالچ میں تینوں ملاح کیٹی جل پری کا تھیلا اٹھائے محل میں داخل ہو گئے۔ اب ان کے سامنے ایک ویران اندھیرا صحن تھا۔ صحن میں ایک جانب جھکے جھکے چھوٹے قد کے ڈراونے سے درخت اُگے ہوئے تھے ان درختوں کے نیچے پرانی قبریں تھیں آگے ایک اور دروازہ تھا اس دروازے کے باہر ایک ایسے آدمی کا بت لگا تھا جس کا دھڑ انسان کا اور سر بھیڑیے کا تھا۔ اس دروازے کے طاق میں چراغ جل رہا تھا۔ تینوں ملاح یہاں رک گئے۔ وہ دروازے کے اندر جانے سے ہچکچا رہے تھے پُراسرار آدمی نے کہا

گھبراتے کیوں ہو۔ میرے ساتھ آؤ۔ اندر میرا کمرہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں ایک ٹرے تھا جس میں تین کافی کی پیالیاں رکھی تھیں۔ کافی میں سے بھاپ نکل رہی تھی۔ اس نے ٹرے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" اس ٹھنڈی یخ رات میں کافی تمہیں گرم کر دے گی ویسے بھی تم سمندر میں تیرتے رہے ہو۔ تم کافی پیئو میں تمہارا انعام نکالتا ہوں"

پراسرار آدمی نے جیب سے ایک تھیلی نکال کر میز پر الٹ دی۔ اس میں کتنے ہی سونے کے "سکے" تھے۔ سکے دیکھ کر ملاحوں کی باچھیں کھل گئیں۔ لالچ نے ان کی عقل مار دی گرم گرم کافی کی خوشبو بھی انہیں اپنی طرف بلا رہی تھی

پُراسرار آدمی نے کہا

میرا نام گارشن ہے۔ میں جانوروں اور پرندوں کا ڈاکٹر ہوں یہ محل میں نے جانوروں پر تجربے کرنے کے لئے کرائے پر لیا ہوا ہے۔ یہ لو یہ سارے سونے کے سکے تمہارے ہیں۔

ہر ملاح کے حصے میں پچاس پچاس سونے کے "سکے" آئے۔ یہ ان کے معاوضے سے پانچ گنا زیادہ رقم تھی پُراسرار گارشن مسکرا رہا تھا۔

یہ تمہارا انعام بھی ہے کافی پیئو اور خوشی خوشی

اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں۔

ملاح کافی پینے لگے وہ بار بار پُراسرار گارشن کی تعریف کر رہے تھے کہ اس نے ان کی مزدوری سے زیادہ رقم دے کر ان کے دل جیت لئے ہیں۔ جب وہ کافی کی پیالیاں خالی کر چکے تو سونے کے سکے جیبوں میں ڈال کر اٹھے کہ اب وہاں سے نکل جائیں مگر انہیں محسوس ہوا کہ ان میں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے۔ پُراسرار گارشن صوفے سے اٹھ کر آتشدان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تھا اور انہیں گھور کر دیکھ رہا تھا۔ کمرے میں ایک دھندلا سا چراغ روشن تھا جس کی روشنی میں وہ کوئی شیطان لگ رہا تھا۔

ایک ملاح نے کمزور سی آواز میں کہا" مجھے تو چکر آ رہے ہیں"

دوسرا ملاح کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بے ہوش ہو کر صوفے پر ڈھیر ہو گیا اور پھر چند لمحوں کے بعد وہ تینوں ملاح بے ہوش ہو چکے تھے پراسرار گارشن آتش دان سے ہٹ کر بے ہوش ملاحوں کے پاس آیا۔ پھر باری باری انہیں گھسیٹتا ہوا ساتھ والے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے کے درمیان میں ایک اندھا کنواں کھدا ہوا تھا جس کے اوپر لکڑی کا گول ڈھکنا لگا تھا۔ گارشن نے تینوں بے ہوش ملاحوں کو اس کنوئیں میں پھینک دیا اور پھر اوپر سے ڈھکنا لگا کر کنوئیں کو

بند کرکے کنڈی لگا دی. کمرے میں بڑے زہریلے سانپ
رینگ رہے تھے. بے ہوش ملاح ان سانپوں پر گرے
سانپوں نے بڑبڑا کر انہیں ڈس دیا اور وہ بے ہوشی
میں ہی مر گئے.

اس کام سے فارغ ہو کر پُر اسرار گارشن اس کمرے میں
واپس آ گیا جہاں پانی کے ٹب میں گیٹی جل پری پڑی تھی.
گارشن نے میز کی دراز میں سے نیلے رنگ کی ایک شیشی
نکالی۔ اسے کھولا اور اس میں سے سیاہ محلول کے تین
قطرے ٹب کے پانی میں گرا دیئے. قطرے پانی میں گرے
تو وہاں بلبلے اٹھنے لگے. جل پری گیٹی دو تین بار اچھلی اور
پھر بے ہوش ہو گئی. پُر اسرار گارشن نے جل پری کو ٹب
میں سے نکال کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور تاریک راہداری
میں چلتا دروازے کے باہر صحن میں آ گیا. صحن میں رات
کا گھپ اندھیرا پھیلا تھا

گارشن اس طرف چلا جدھر درختوں کے نیچے بے ترتیب
ویران قبریں تھیں. ان قبروں میں سے گزرتے ہوئے
گارشن قبرستان کے کونے والی سرد ویران اندھیری کوٹھڑی کے
پاس آ گیا. کوٹھڑی کا دروازہ بند تھا. دروازے کو اس نے
چابی کی مدد سے کھولا۔ اور اندر داخل ہو گیا کوٹھڑی میں

 COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک چراغ جل رہا تھا. اس چراغ کی زرد روشنی میں
فرش پر دیوار کے ساتھ تین تابوت پڑے تھے. درمیانی
تابوت پر ایک کالی "بلی" بیٹھی زرد آنکھوں سے تک رہی
تھی. پُر اسرار گارشن کو دیکھ کر "بلی" کے حلق سے غراہٹ
کی آواز نکلی. پُر اسرار گارشن نے جیب سے گوشت کا ایک
ٹکڑا نکال کر بلی کو ڈالا۔ "بلی" تابوت سے اچھل کر گوشت کے
ٹکڑے پر جھپٹی اور اسے اٹھا کر باہر قبرستان کے اندھیرے
میں غائب ہو گئی.

پُر اسرار گارشن نے تیسرے تابوت کا ڈھکنا کھولا. تابوت
خالی تھا۔ اس نے بے ہوش گیٹی جل پری کو اس تابوت
میں لٹا دیا۔ پھر لمبے کوٹ کی جیب سے دو چھوٹی شیشیاں
نکالیں اور ان میں سے سیاہ محلول کے چند قطرے جل پری
گیٹی کے اوپر گرا دیئے. کوٹھڑی میں بڑی تیز بُو پھیل گئی گارشن
نے فوراً تابوت بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے دوسرے
تابوت کو کھولا۔ اس تابوت میں ایک عورت بالکل سیدھی
لیٹی ہوئی تھی. اس کی آنکھیں بند تھیں دو نوکیلے دانت
تھوڑے تھوڑے ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے. ہونٹوں
پر ہلکا سا سرخ خون جما تھا عورت کا لباس چست اور
سیاہ کپڑے کا تھا۔ سر پر بھی کالا رومال کس کر بندھا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پراسرار گارشن مسکرایا۔ اس نے تابوت بند کر کے تیسرا تابوت کھولا اس تابوت میں بھی ایک سیاہ چست لباس والی عورت سیدھی لیٹی تھی اس کی آنکھیں بند تھیں۔ دو نوکیلے دانت ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ ایک جانب ہونٹ کے نیچے سرخ خون کے دھبے جمے ہوئے تھے۔ اس کے سر پر کی سیاہ رومال بندھا تھا۔ گارشن نے ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ اس تابوت کو بھی بند کر دیا۔ پھر اس نے کیٹی جل پری کے تابوت پر آہستہ سے ہاتھ پھیرا۔ بلی اس کے پیچھے آکر غرائی۔ گارشن نے اسے الو کی زرد آنکھوں سے دیکھا۔ اس کے گول زرد ڈیلے پھیلنے لگے۔ بلی پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ چیخ مار کر باہر بھاگ گئی۔ گارشن کی آنکھوں کے زرد ڈیلے دوبارہ سکڑ گئے۔ گارشن آہستہ سے اٹھا پلٹا لمبی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور کوٹھڑی سے باہر نکل آیا وہ قبروں کے بیچ میں سے اندھیرے میں چلتا واپس اپنے ویران محل والے کمرے میں آکر صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔

کچھ دیر اسی طرح پڑے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور اس نے آتشدان میں سوکھی لکڑیوں کو جلا دیا آتشدان میں آگ کے شعلے اٹھنے لگے۔ پراسرار گارشن آتشدان کے سامنے چوکی پر بیٹھ گیا اور آگ کے شعلوں کو گھورنے لگا

وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتا بھی جا رہا تھا۔ شاید وہ کوئی طلسمی منتر پڑھ رہا تھا۔ اچانک آگ کے شعلوں میں ایک شیطانی شکل نمودار ہوئی۔ اس کے کان لمبے ناک ٹھوڑی کے ساتھ ملی ہوئی اور دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔

گارشن منتر پڑھتے پڑھتے رک گیا۔ اس نے حلق سے گہری آواز نکال کر کہا

میرے ماسٹر! میرے شیطان! میں نے تیسرا تابوت بھی بھر دیا ہے۔ اب مجھے اپنی شیطانی طاقت دے کر میں لوگوں کے خون سے ہولی کھیلوں۔

آتشدان کی بھیانک شکل نے گھور کر گارشن کو دیکھا اور اس کی کھڑکھڑاہٹ نما آواز بلند ہوئی۔

میرے چیلے گارشن! تو چھوٹا شیطان ہے۔ تو نے میرا کالا منتر پورا کر دیا۔ اب میں نے تجھے شیطانی طاقت دے دی۔ جا، جا کر تابوت کو کھول کر دیکھ۔

اس کے ساتھ ہی آتشدان کی بھیانک شکل غائب ہو گئی۔ گارشن تیزی سے چوکی پر سے اٹھا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا کمرے سے نکل کر تاریک راہ داری سے ہوتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دروازے میں سے گزر کر قبرستان میں آگیا۔ یہ اس محل کا خاندانی پرانا قبرستان تھا۔ جہاں خدا جانے کب کے مردے دفن تھے۔ گارشن سیدھا اس کوٹھڑی میں آیا جہاں اس نے تیسرے تابوت میں کیٹی جل پری کو بند کیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کالی بلی جل پری کے تابوت پر بیٹھی اسے زرد آنکھوں سے گھور رہی تھی۔

گارشن نے اسے جھٹکا دیا اور تابوت کا ڈھکنا کھولا۔ یہ دیکھ کر اس کے حلق سے خوشی کی شیطانی چیخ نکل گئی کہ تابوت کے اندر جل پری کی جگہ کیٹی یعنی وہی جل پری والی عورت اس حالت میں بالکل سیدھی لیٹی تھی کہ اس کے آدھے مچھلی والے دھڑ کی جگہ انسانی جسم نے لے لی تھی۔ اس کا سارا جسم سیاہ چست لباس میں تھا سر پر بھی دوسری تابوت والی عورتوں کی طرح سیاہ رومال بندھا تھا اور کیٹی کے بھی دو دانتوں کی نوکیں ہونٹوں سے باہر نکلی ہوئی تھیں مگر ابھی تک اس کے ہونٹوں پر کسی انسانی خون کے نشان نہیں تھے۔

گارشن نے تابوت بند کر دیا۔ کوٹھڑی سے نکل کر تیز تیز چلتا واپس اپنے تاریک کمرے میں آیا اور میز کی دراز سے ایک شیشی نکالی اور اس کا محلول پیا اور صوفے پر لیٹ گیا۔ اس محلول کا یہ اثر ہوا کہ وہ گہری نیند میں کھو گیا۔ ساری رات اور دوسرا سارا دن وہ اسی طرح گہری نیند سویا رہا۔ دوسری رات جب گہری اندھیری اور سنسان ہو گئی تو گارشن کی اپنے آپ آنکھ کھل گئی۔ اس نے اٹھتے ہی میز کی دراز ایک بار پھر کھولی۔ اس میں سے ایک دوسری شیشی نکالی اور اس میں جو محلول بھرا ہوا تھا اس کے دو قطرے زبان پر ڈالے اور انہیں پی گیا۔ پھر بوتل دراز میں بند کی اور صوفے پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ طاق میں چراغ جل رہا تھا۔ اس کی زرد بیمار سی روشنی گارشن کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ گارشن کے چہرے پر بال اُگنے شروع ہو گئے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کا پنجہ

اس کا چہرہ کالے بالوں سے بھر گیا۔

یہ بال اس کی ڈاڑھی کے بالوں میں مل گئے۔ اس کی ناک کان ماتھے پر بھی بال ہی بال اُگ آئے۔ اس کے بعد اس کے اگلے دو دانت لمبے ہو کر نوکیلے ہو گئے۔ وہ ایک عجیب بھیانک جانور نظر آنے لگا۔ اس کی آنکھیں جو پہلے زرد تھیں اب سرخ ہو گئیں۔ اس کے حلق میں سے غراہٹ کی ہلکی ہلکی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔

ایک دم سے اس نے ایک اونچی چیخ کی آواز حلق سے نکالی اور دروازے کی طرف منہ کر کے صوفے پر بیٹھ گیا جیسے کسی کا انتظار کر رہا ہو۔

اس غیر انسانی اور شیطانی چیخ کی آواز جب قبرستان والے مکان سے ہوتی ہوئی تابوتوں والی کوٹھڑی میں پہنچی تو تینوں تابوت اپنے آپ آہستہ آہستہ ہلنے لگے۔ ان کے اندر لیٹی کیٹی سمیت تینوں شیطانی عورتوں کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ پھر تابوت کے ڈھکنے بھی اپنے آپ الگ ہو گئے۔ تینوں عورتیں تابوتوں میں سے نکل کر کوٹھڑی کے نیم اندھیرے میں ایک دوسری کے ساتھ کھڑی ہو گئیں۔ وہ کوئی شیطانی بلائیں لگ رہی تھیں۔ کیٹی اگرچہ اپنی اصلی شکل میں تھی مگر جادو کے اثر سے اس کا ذہن سب پچھلی باتیں بھلا چکا تھا۔ اس کے نوکیلے دانت بھی دوسری عورتوں کی طرح باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ جسم سیاہ چست لباس میں ملبوس تھا۔ سر پر کالا رومال بندھا تھا اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اس میں اور دوسری دو شیطانی عورتوں میں صرف اتنا ہی فرق تھا کہ ان کے ہونٹوں پر خون کے دھبوں کے نشان تھے مگر کیٹی کے ہونٹوں پر ایسا کوئی نشان نہیں تھا۔

چڑیلوں کی طرح آہستہ آہستہ چلتی ہوئیں وہ کوٹھڑی سے باہر قبرستان میں آ گئیں وہ قبروں کے درمیان چل رہی تھیں۔ اندھیرے میں ان کے سیاہ لباس والے جسم نظر نہیں آ رہے تھے۔ صرف زرد چہرے ہی دکھائی دے رہے تھے۔

شیطانی گارشن بھیڑیے کی شکل میں اپنے کمرے کے صوفے پر بیٹھا سرخ آنکھوں سے بند دروازے کی طرف گھور رہا تھا۔ اس کے حلق سے بھیڑیے ایسی غراہٹ کی دھیمی آواز نکل رہی تھی۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور بلی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باری تینوں تابوت والی عورتیں کمرے میں داخل ہو کر آتشدان کے پاس آکر کھڑی ہو گئیں۔

شیطان گارشن کی باچھیں کھل گئیں۔ اس کے جانوروں والے ہونٹ پھڑکنے لگے۔ وہ صوفے پر سے اٹھا اور بھیڑیے کی طرح جھک کر چلتا تابوت والی عورتوں کے پاس جاکر رک گیا۔ ایک عورت اس کو اپنے قریب پاکر بیٹھ گئی۔ گارشن نے اس کی گردن پر سے سیاہ کپڑا ہٹایا اور اپنے دو نوکیلے دانت اس کی گردن میں گاڑ کر اس کا خون پینا شروع کر دیا چند گھونٹ خون پینے کے بعد اس نے لڑکی کو چھوڑ دیا۔ پھر دوسری لڑکی کا تھوڑا سا خون پیا۔ اب کیتھی کی باری تھی۔ دونوں لڑکیاں کیتھی کو گھور کر دیکھ رہی تھیں۔ گارشن نے آگے بڑھ کر کیتھی کی گردن پر سے سیاہ کپڑا اٹھایا کیتھی نے کوئی مزاحمت نہ کی اس پر جادو کے منتروں کا اثر تھا۔ گارشن بھیڑیئے نے اپنے دونوں نوکیلے دانت کیتھی کی گردن میں گاڑ دیئے۔ اسے ایک گھونٹ ہی لگا۔ گارشن نے منہ پیچھے ہٹا لیا۔ مگر اس نے یہ بات ظاہر نہ کی اور دوسری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر زور زور سے غرانے لگا۔

اس کے بعد وہ اچھل کر صوفے پر جا بیٹھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ شیطانی گارشن کے چہرے کے جانوروں ایسے

بال آہستہ آہستہ غائب ہونا شروع ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنی اصلی شکل میں واپس آگیا۔ اب اس نے کیتھی کی طرف اشارہ کر کے کہا:

آج سے تم تیسری خونی ناگن ہو تم بھی میرے لیے اپنے شکار کا خون چوس کر لاؤ گی اور پھر میں تمہارا خون چوس کر اپنی پیاس بجھاؤں گا۔ جاؤ لبادہ پہنو اور اپنے خونی سفر پر پرواز کر جاؤ۔

تینوں خونی لڑکیاں جن میں کیتھی بھی شامل تھی کٹھ پتلیوں کی طرح اپنے آپ دروازے کی طرف گھوم گئیں۔ اندھیری راہداری میں سے گزرتی ہوئی وہ ایک تاریک کمرے میں پہنچیں۔ وہاں ایک کھڑکی باہر تاریک آسمان کی طرف کھلی تھی۔ انہوں نے کونے میں انسانی ڈھانچوں سے لٹکتے ہوئے اپنے لمبے سیاہ چمگادڑوں ایسے لبادے پہنے۔ چہروں کو سیاہ کالے نقابوں میں چھپایا اور باری باری کھڑکی میں سے باہر کود کر تاریک فضا میں اس طرح اڑتی غائب ہو گئیں جس طرح چمگادڑیں اڑتی ہیں۔

دور پہاڑ کے دامن میں فرانس کا قدیم شہر اندھیرے اور نیند کی چادر اوڑھے گہری نیند سو رہا تھا۔ دوسری لڑکیاں نہ جانے کس طرف نکل گئی تھیں۔ کیتھی رات کے اندھیرے میں اڑتی ہوئی شہر کے ایک سنسان علاقے میں ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عالیشان محل کی کھڑکی میں اتر آئی۔ کھڑکی پہ پردہ گرا تھا۔ اندر ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ کیٹی نے آہستہ سے پردہ ہٹا دیا۔ کیا دیکھتی ہے کہ شاندار ریشمی بستر پہ ایک سنہری بالوں والی امیرزادی سو رہی ہے۔ دیواروں پہ کمخواب کے پردے پڑے ہیں۔ چاندی کی میزوں پر شیشے کی ظروف سجے ہوئے ہیں۔

کیٹی کمرے میں اتر آئی۔ عورت کا ہیرے جواہرات کا زیور میز کے ڈبے میں کھلا پڑا تھا۔ یہ بہت ہی امیر عورت لگتی تھی۔ غریب عورت بھلا اس قسم کے محل میں کہاں رہ سکتی ہے۔ کیٹی دبے پاؤں چلتی عورت کے بستر کے پاس آ گئی۔ اس نے جھک کر عورت کو دیکھا وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ اس کے بالوں میں سے خوشبو آ رہی تھی۔ کیٹی نے سب سے پہلے اس عورت کے کاندھے پر سے شال ایک طرف آہستہ سے ہٹا دی۔ عورت کو کچھ پتہ نہ چلا۔ اب کیٹی نے اپنا منہ نیچے کیا اور عورت کی گردن پر اپنے دانت رکھے ہی تھے کہ اچانک جیسے کیٹی کے اندر کوئی شے بیدار ہو گئی۔ کسی نے اندر سے اسے آواز دی۔

کیٹی! یہ شیطانی کام تجھے نہیں کرنا۔ تو شیطانی کام کے لئے نہیں بلکہ دکھی اور مصیبت زدہ انسانوں کی خدمت کے

لئے دنیا میں آئی ہے۔"

کیٹی ایکدم پیچھے ہٹ گئی مگر فوراً ہی آواز گم ہوگئی اور کیٹی پر شیطانی طلسم نے ایک بار پھر حملہ کیا۔ کیٹی ایک بار پھر اپنا منہ عورت کی گردن کے پاس لے گئی کہ اس کی گردن کی رگ کاٹ کر اس کا خون پی جائے لیکن وہی آواز پھر سنائی دی۔ اس دفعہ آواز میں زیادہ طاقت تھی۔

کیٹی نے چہرہ اوپر اٹھا لیا۔ عورت کی جاگ کھل گئی اس نے جو ایک سیاہ پوش، نوکیلے دانتوں والی چڑیل کو اپنے اوپر جھکے دیکھا تو اس کی بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کیٹی تیزی سے کھڑکی کی طرف گھومی اور باہر چھلانگ لگاتے ہی ہوا میں پرواز کرتی غائب ہوگئی۔ کیٹی اس علاقے کے مکانوں اور حویلیوں پر اڑتی ہوئی شہر کی ایک ویران گلی میں اتر کر ایک مکان کی دیوار سے لگ کر کھڑی ہوگئی۔

کیٹی کے اندر ایک زبردست کشمکش جاری تھی ایک خیال اسے نیکی کی طرف دوسرا اسے برائی کی طرف کھینچ رہا تھا۔ اتنے میں اسے گلی میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ ایک لڑکا کاندھے پر ایک گٹھڑی رکھے جیسے نیند میں چلا آ رہا تھا۔ خدا جانے وہ اتنی رات گئے کہاں سے آ رہا تھا۔ کیٹی کے دل میں شیطانی جذبہ بیدار ہوگیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ پُراسرار گارشن کے طلسم کا اثر تھا۔ کیٹی نے اچھل کر لڑکے کو گردن سے پکڑ کر دبوچ لیا۔ لڑکے نے سیاہ پوش عورت کو دیکھا تو اس قدر دہشت زدہ ہوا کہ اس کے منہ سے آواز تک نہ نکل سکی اور وہیں بے ہوش ہو گیا۔ کیٹی نے غراتے ہوئے لڑکے کی گردن پر خون پینے کے لئے اپنے دانت رکھے ہی تھے کہ وہی آواز اس کے دل سے پھر بلند ہوئی کیٹی نے فوراً لڑکے کو چھوڑ دیا اور شرمندہ سی ہو کر گلی میں ایک طرف چلنے لگی۔ تھوڑی دور چلنے پر پھر گارشن کے طلسمی منتروں نے اثر کیا اور وہ واپس لڑکے کی طرف آئی۔ قریب آ کر لڑکے پر حملہ کرنے ہی والی تھی کہ جیسے اسے

عنبر کی آواز آئی۔

"کیٹی! تم کس گناہ کی دلدل میں پھنس گئی ہو؟"

کیٹی چونک پڑی۔ اس نے آواز کو پہچاننے کی کوشش کی۔ یوں محسوس ہوا جیسے یہ آواز اس نے خواب میں کہیں سنی تھی مگر یہ آواز کس کی تھی؟ یہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس آواز کا یہ اثر ہوا کہ اس رات کیٹی کسی مسافر یا گھر [illegible] کی عورت کا خون نہ پی سکی۔ جب دن کی روشنی پھیلنے لگی تو کیٹی فوراً فضا میں اڑتی ہوئی واپس ویران محل میں گارشن کے تاریک کمرے میں آ گئی

گارشن جیفرے کی شکل میں صوفے پر بیٹھا تینوں تابوت والی لڑکیوں کا انتظار کر رہا تھا۔ جب تینوں لڑکیاں وہاں پہنچ کر ایک قطار میں کھڑی ہو گئیں تو گارشن نے کہا

"جو خون تم پی کر آئی ہو اس میں سے آدھا مجھے پلاؤ۔"

اور اس نے پہلے ایک لڑکی کی گردن پر دانت گاڑ کر تھوڑا سا خون پیا۔ پھر دوسری اور پھر تیسری یعنی کیٹی کی گردن پر دانت گاڑ کر جب خون پینے لگا ابھی اس نے خون کا ذائقہ چکھا ہی تھا کہ وہ اچھل کر پرے گر پڑا۔ اسے ایک جھٹکا لگا تھا کیونکہ کیٹی بہرحال خلائی مخلوق تھی اور اس کے خون میں تانبے کا عنصر بہت زیادہ تھا۔ اسی قسم کا ہلکا سا کرنٹ گارشن کو پہلے بھی لگا تھا جب پہلی بار اس نے کیٹی کی گردن پر اپنے دانت گاڑے تھے اس نے جھک کر کیٹی کی گردن کو دیکھا۔ کیٹی کی گردن پر اس کے دانت کا زخم بھی اپنے آپ مل گیا تھا جبکہ دوسری لڑکیوں کی گردنوں پر اس کے دانتوں کے نشان روز خون پینے سے زخم بن گئے تھے۔

گارشن نے گھور کر کیٹی کو دیکھا۔ پھر صوفے پر بیٹھے ہوئے غرایا۔

"جاؤ اپنے اپنے تابوتوں میں جا کر لیٹ جاؤ"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صبح ہو رہی ہے۔

کیٹی بھی دوسری خونی لڑکیوں کے ساتھ قبرستان میں سے گزر کر کوٹھڑی اپنے تابوت میں آکر لیٹ گئی۔ اس کے لیٹتے ہی تابوت کا ڈھکنا اپنے آپ بند ہوگیا۔

دوسری طرف گارشن کا چہرہ جب اپنی اصلی حالت پر آگیا تو اس نے آتشدان میں آگ روشن کی اور اس کے سامنے چوکی پر بیٹھ گیا۔ وہ آتشی شیطان کے منتر پڑھ رہا تھا منتر ختم کرنے کے بعد گارشن نے آتشدان کے شعلوں کی طرف دیکھا تو وہاں آتشی شیطان کی شکل نمودار ہوگئی تھی۔ گارشن نے آتشی شیطان کو بتایا کہ جونہی ناگن وہ لایا ہے اس کے خون کے اثر سے جھٹکے لگتے ہیں اور اس کا زخم اپنے آپ بند ہو جاتا ہے۔ آتشی شیطان نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور کہا۔

یہ عورت خلائی جادوگرنی ہے۔ یہ تیری موت بن کر آئی ہے۔ یہ تجھے ہلاک کر دیگی۔ اس سے جلدی چھٹکارا حاصل کر ورنہ تو زندہ نہیں بچے گا۔

یہ کہہ کر آتشی شیطان غائب ہوگیا۔

گارشن تو پریشان ہوگیا۔ اس کا خون کھول اٹھا کہ یہ عورت اس کی موت کا پیغام لے کر وہاں آئی تھی۔ وہ تیزی

سے کمرے سے نکلا اور قبرستان والی کوٹھڑی کی طرف لمبے لمبے ڈگ بھرتا دوڑا۔ کوٹھڑی کو زور سے کھولا اور کیٹی کے تابوت کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا اس نے اپنے لمبے کوٹ کی جیب سے تلوار کھینچ کر باہر نکالی اور تابوت کا ڈھکنا اٹھاتے ہی تلوار کے وار کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا سانس پھول گیا مگر یہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہ تابوت خالی تھا اور کیٹی وہاں پر نہیں تھی۔ اس نے چونک کر کوٹھڑی میں چاروں طرف دیکھا۔ کیٹی وہاں نہیں تھی۔ گارشن نے جلدی جلدی دوسرے تابوت کھول دیئے۔ ان تابوتوں میں دوسری سیاہ پوش لڑکیاں آنکھیں بند کئے سو رہی تھیں۔ گارشن نے تابوت بند کئے اور بھاگ کر قبرستان میں آگیا۔ صبح کی ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی مگر قبروں کے اوپر درختوں کے نیچے ابھی اندھیرا تھا۔ وہ کیٹی کو قبرستان میں تلاش کرنے لگا۔ ایک قبر پر سے گزرتے ہوئے اس کا پاؤں قبر میں دھنس گیا۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی کیونکہ قبر کے اندر کسی نے اس کا پاؤں پکڑ رکھا تھا۔ گارشن نے اپنا پاؤں چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر وہ قبر کے اندر ہی اندر دھنستا چلا گیا۔

قبر کے اندر کوئی اسے کھینچ رہا تھا۔ قبر میں اندھیرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ گارشن نے آنکھیں پوری کھول کر دیکھا کہ چار مُردے ایک ہی قبر میں دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھے تھے۔ ان کی کھوپڑیاں چمک رہی تھیں اور ہاتھوں میں خنجر تھے۔ ایک مُردے نے اس کی ٹانگوں کو جکڑ رکھا تھا۔ گارشن کے حلق سے خوف کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چاروں مُردے اس پر ٹوٹ پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے جسم کو کاٹ کر رکھ دیا۔ خونی شیطان کو اس کے گناہوں کی سزا مل گئی تھی۔

قبر کے باہر درخت کے پیچھے کیٹی سیاہ لباس میں ملبوس سیاہ نقاب پہنے خاموش کھڑی قبر کو دیکھ رہی تھی۔ قبر میں گارشن کو اس کے گناہوں کی جو سزا ملی تھی اسے کیٹی نے دیکھ لیا تھا۔ کیٹی وہاں سے ہٹ کر کوٹھڑی میں آگئی۔ اس نے دونوں لڑکیوں کے تابوت کھول دیئے۔ کوٹھڑی میں دن کی روشنی آرہی تھی۔ لڑکیوں نے آنکھیں کھول کر کیٹی کو دیکھا اور چیخ کر کہا

تابوت بند کر دو۔ اندھیرا کرو۔ اندھیرا کرو۔ ہم مرجائیں گی۔ ہم روشنی میں مرجائیں گی۔ ہم مُردہ ہیں۔ ہم اندھیرے میں زندہ ہوتی ہیں۔

کیٹی نے کوٹھڑی کا دروازہ کھول دیا۔ دن کی صاف روشنی اندر آنے لگی۔ دونوں تابوت والی لڑکیوں کی حالت خراب ہونا شروع ہو گئی۔ روشنی ان کے جسم پر پڑی تو ان کے جسم سیاہ پڑ گئے اور پھر دیکھتے دیکھتے وہ مٹی کی ڈھیریاں بن گئے۔ کیٹی نے دیکھا کہ تابوتوں میں لڑکیوں کی جگہ ہڈیوں کے ڈھانچے پڑے تھے۔ اس خیال سے کہ یہ لڑکیاں پھر سے شیطانی روپ نہ دھار لیں ان کی کھوپڑیاں ان کی گردنوں سے الگ کر دیں

اس کام سے فارغ ہو کر کیٹی قبرستان میں آگئی۔ اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے دونوں درندوں ایسے نوکیلے دانت غائب ہو چکے تھے۔ کیٹی نے اپنا سیاہ نقاب اتار کر پھینک دیا۔ اس کے دل میں ماضی کی یادیں پھر سے زندہ ہو گئی تھیں۔ نیکی کا راستہ اختیار کرنے اور برائی کے راستے پر نہ چلنے کی وجہ سے کیٹی کا دل بے حد ہلکا پھلکا ہو گیا تھا اور اس کی یادداشت لوٹ آئی تھی۔ اب اسے یاد آنے لگا کہ وہ کیٹی ہے اور تھیوسانگ عنبر ناگ اور ماریا سے بچھڑ گئی تھی۔ کیٹی نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ برائی کے راستے سے بچ گئی ورنہ اس کا بھی وہی حسرت ناک انجام ہوتا جو گارشن اور دوسری تابوت والی لڑکیوں کا ہوا تھا۔ کیٹی قبرستان والے صحن سے ہو کر اس آسیبی ویران محل کے دروازے پر آگئی۔ باہر اس کے سامنے کھاڑی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واسطہ نہ تھا ادھر جس کی سیڑھیاں پانی میں ڈوبی ہوئی تھیں
کیتھی نے دیکھا کہ ایک طرف وہی کشتی بندھی تھی جس میں
ٹورش اسے ڈال کر لایا تھا۔ کیتھی کشتی میں بیٹھ گئی اور آہستہ
آہستہ چپو چلانے لگی۔

وہ کھاڑی کو پار کر کے دوسرے کنارے پر آ گئی اس
کے سامنے کچھ فاصلے پر مارسیلز کا قدیم فرانسیسی شہر نیند
سے بیدار ہو چکا تھا۔ کیتھی نے فضا میں گہرا سانس لیا۔
اسے محسوس ہوا ، ماریا ناگ اور عنبر میں سے کسی کی خوشبو
نہیں ہوئی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ گارشن اسے نہ جانے
کہاں سے کہاں لے آیا ہے اور اب خدا جانے اس کی اپنے
ساتھیوں سے کب دوبارہ ملاقات ہو۔

کیتھی نے سیاہ چست لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے
بال سنہری اور آنکھیں نیلی تھیں۔ وہ شہر میں داخل ہوئی تو
لوگ اس کے آسمانی حسن سے بڑے متاثر ہوئے۔ کیتھی کی
سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں جائے۔ لے دے کر اسے
شہر کی کارواں سرائے ہی کا خیال آیا کہ وہاں جا کر ٹھہرے
اور کسی دوسرے ملک کو جب کوئی قافلہ چلنے لگے تو اس
کے ساتھ ہو لے اور ناگ عنبر کی کھوج لگائے۔
کیتھی کے پاس ٹکے بھی نہیں تھے۔ ان دنوں فرانس

پر روم کا قبضہ تھا اور روم کے بادشاہ کی طرف سے وہاں
ایک رومی گورنر حکومت کرتا تھا۔ کیتھی نے کارواں سرائے
میں آ کر ایک کمرہ لینا چاہا مگر کارواں سرائے کے مالک نے
کہا کہ وہ چاندی کے سکے لئے بغیر اسے کمرہ نہیں دے گا۔
کیتھی نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ وہیں ایک
بوڑھا پادری بھی کھڑا تھا۔ اس کی سفید ڈاڑھی تھی اور چہرے
پر نور برس رہا تھا۔ اس نے کارواں سرائے کے مالک
سے کہا

تم میری بیٹی کو کمرہ دے دو سکہ میں ادا کر
دوں گا۔

کیتھی نے پادری کا شکریہ ادا کیا۔ پادری نے کہا

بیٹی تم اکیلی ہو۔ شہر میں ہر قسم کے لوگ
ہوتے ہیں۔ بہتر ہے تم میرے ساتھ والا کمرہ لے لو
میں تمہاری دیکھ بھال کر سکوں گا۔

کیتھی پادری کے اس سلوک سے بڑی خوش ہوئی اور اس نے
پادری کے ساتھ والا کمرہ لے لیا۔ دوپہر کے وقت پادری
درخت تلے قالین پر بیٹھا قہوہ پی رہا تھا کہ کیتھی قریب
سے گزری۔ پادری نے اسے اپنے پاس بلا لیا اور کہا۔

بیٹی! کیا تم نے قہوہ نہیں پیا؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں مقدس باپ! کیٹی نے کہا
کیٹی جھوٹ بولنا بہت برا سمجھتی تھی۔ پادری نے مسکراتے ہوئے کہا

"جو لوگ سچ بولتے ہیں وہ سیدھے جنت میں جاتے ہیں آؤ میری بیٹی میرے پاس بیٹھو اور قہوہ پیو۔"

کیٹی بڑے ادب سے پادری کے پاس قالین پر بیٹھ گئی پادری نے چھوٹے پیالے میں گرم گرم خوشبودار قہوہ ڈال کر کیٹی کو دیا۔ کیٹی شکریہ ادا کر کے پینے لگی۔

کیٹی نے محسوس کیا کہ پادری اسے کسی وقت گہری نگاہ سے دیکھ لیتا ہے۔ ایک بار کیٹی کی پادری سے آنکھیں چار ہوئیں تو کیٹی سے نہ رہا گیا۔ اس نے پوچھ ہی لیا۔

"مقدس باپ! آپ مجھے اتنے غور سے کیوں دیکھ رہے ہیں؟

پادری مسکرایا اور بولا۔

میری بیٹی! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کسی دور دیش سے آئی ہو اور یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ جن دوستوں کی تم تلاش میں ہو وہ تمہیں یہاں نہیں ملیں گے۔

کیٹی سمجھ گئی کہ پادری اللہ کا نیک بندہ ہے اور انسان کے چہرے کو دیکھ کر اس کے دل کا حال معلوم کر لیتا ہے اس نے پادری کا ہاتھ چوم لیا اور پوچھا۔

"مقدس فادر! آپ ان دیکھی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ میں اپنے دوستوں سے کہاں مل سکوں گی؟

پادری نے کہا۔

میری بچی! ان سے ملنے کے لئے تمہیں یہاں سے بہت دور ملک افریقہ کے جنوبی حصے میں جانا ہوگا۔ وہاں شاید تمہارے دوست تمہیں مل جائیں۔

کیٹی یہ سن کر بڑی خوش ہوئی۔ اس نے اسی وقت ملک افریقہ کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ مارسیلز سے ہر ہفتے ایک بحری جہاز افریقہ کی طرف مال لے کر جاتا تھا نیک دل پادری صاحب نے کیٹی کی مدد کی اور اسے افریقہ جانے والے جہاز میں سوار کرا دیا۔ کیٹی کو یقین تھا کہ پادری صاحب کا کہا غلط نہیں ہو سکتا اور مجھیوسانگ عنبر ناگ اور ماریا سے اس کی ملاقات افریقہ میں ضرور ہو جائے گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

O

دوسری طرف عنبر وسطی افریقہ کے ایک قصبے میں کوتاش کے باپ کی حویلی میں ماریا ناگ اور تھیوسانگ اور کیٹی کی راہ دیکھ رہا تھا جبکہ تھیوسانگ اور ماریا اور ناگ ایک بحری جہاز میں سفر کرتے جنوبی افریقہ کی ایک بندرگاہ پر پہنچ گئے تھے اور شہر کی ایک سرائے میں مقیم تھے۔ جہاں انہیں عنبر یا کیٹی کی کہیں بھی خوشبو نہیں آئی تھی مگر وہ ناامید نہیں ہوئے تھے اور عنبر کیٹی کا کھوج لگانے کا فیصلہ کئے ہوئے تھے۔

انہیں کارواں سرائے میں ٹھہرے تین روز ہوئے تھے کہ ایک روز ایک مسافر سرائے میں اترا۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ وہاں سے پانچ سو کلومیٹر دور ایک قصبہ ہے جہاں ایک ایسا جادوگر رہتا ہے جس پر آگ اور تیر تلوار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ تھیوسانگ ماریا اور ناگ بھی یہ سن رہے تھے۔ ان کے کان کھڑے ہو گئے۔ یہ جادوگر عنبر کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے مسافر سے پوچھا کہ کیا وہ اس جادوگر سے ملا ہے؟ مسافر نے کہا کہ وہ خود تو نہیں ملا مگر اس نے اپنی

بڑی بہن سے سنا ہے اور اس کی بہن جادوگر سے مل چکی ہے۔ اس نے بتایا کہ جادوگر پر راجہ کے سپاہیوں نے تیر برسائے مگر سارے کے سارے تیر جادوگر کے جسم سے ٹکرا کر نیچے زمین پر گر پڑے۔ ناگ، تھیوسانگ اور ماریا خوشی سے اچھل پڑے۔ ناگ بولا۔

یہ یقیناً عنبر ہی ہے

انہوں نے اسی وقت مسافر سے پانچ سو میل دور قصبے کا پورا پتہ لیا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اس طرف روانہ ہو گئے۔ دن رات سفر کرتے وہ دس روز میں جنگل کے ایک ایسے گاؤں میں پہنچے جہاں ایک معصوم لڑکی کو زبردستی اس کے مردہ خاوند کے ساتھ آگ میں زندہ جلایا جا رہا تھا۔ لوگوں کا ہجوم چتا کے اردگرد جمع تھا۔ مردہ خاوند کی لاش کو چتا کی لکڑیوں پر رکھ دیا گیا تھا۔ معصوم لڑکی کو نئے نئے کپڑے پہنا کر لایا گیا۔ اس کا رنگ زرد تھا وہ موت کے خوف سے کانپ رہی تھی۔ مگر وہ وہاں سے بھاگ نہیں سکتی تھی۔ پجاری اور کاہن اسے پکڑ کر لا رہے تھے۔ پھر انہوں نے لڑکی کو اس کے مردہ خاوند کے سرہانے لکڑیوں کی چتا پر بٹھا دیا۔

تھیوسانگ ماریا اور ناگ بھی لوگوں میں کھڑے یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھیانک منظر دیکھ رہے تھے۔ ماریا نے آہستہ
سے کہا۔

ناگ! اس بچی کی جان بچانا ہمارا فرض ہے
اور یہ کام صرف تم ہی کر سکتے ہو۔

تھیوسانگ نے بھی ماریا کے خیال کی تائید کرتے ہوئے
کہا یہ معصوم لڑکی بے گناہ ہے۔ وہ مرنا نہیں چاہتی مگر
یہ جاہل لوگ رسم و رواج میں جکڑے ہوئے ہیں اور
اس لڑکی کو مردہ خاوند کے ساتھ جلا رہے ہیں۔ جبکہ
اپنے خاوند کی موت میں لڑکی کا کوئی دخل نہیں ہے

ناگ بولا۔

میں اس معصوم بچی کو بچانا اپنا اخلاقی
فرض سمجھتا ہوں تم ایسا کرو کہ اس ہجوم سے نکل
کر وہ سامنے جو تالاب ہے اس کے کنارے بیٹھ
جاؤ۔ میں اپنا کام شروع کرتا ہوں۔

تھیوسانگ اور ماریا لوگوں میں سے نکل کر تالاب کے
کنارے جا کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے چتا کے چبوترے کی
طرف قدم بڑھائے اور چبوترے پر جا کر کھڑا ہو گیا
لوگ، پجاری اور مردے کے رشتے دار اسے تعجب سے
دیکھنے لگے کہ یہ کون ہے جو چبوترے پر کھڑا ہے کیونکہ

چتا کے چبوترے پر صرف پجاری کاہن مہنت اور
مرنے والے کے رشتے دار ہی کھڑے ہو سکتے تھے ایک
موٹی توند والے پجاری نے ناگ سے کہا

تم کون ہو؟ یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔

ناگ نے ہاتھ بلند کیا اور بولا۔

بھائیو اور بہنو! ایک مردے کے ساتھ زندہ
لڑکی کو جلانا گھناؤنا کام ہے۔ یہ بہت مکروہ گناہ ہے
اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں۔ پھر تم اسے مردے
کے ساتھ کیوں جلا رہے ہو؟

اس بات پر تو لوگوں میں شور مچ گیا۔ کاہن اور مہنت
پجاری کھا جانے والی نظروں سے ناگ کو دیکھنے لگے۔ معصوم
لڑکی نے امید افروز نگاہوں سے ناگ کی طرف دیکھا مگر جلد
ہی اس پر مایوسی چھا گئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ایک اکیلا
بے بس نوجوان اتنے سارے ظالموں میں اس کی جان نہیں
بچا سکے گا۔ ایک پجاری نے چیخ کر کہا

یہ ہمارے آباؤ اجداد کے مذہب کا
دشمن ہے اب یہ ہمارے مقدس رسم و رواج
میں دخل دے رہا ہے۔ اسے یہیں کھڑے کھڑے
ہلاک کر دو۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آیا سنا تھا کہ لوگ ناگ کو مارنے کے لئے اس کی طرف
لپکے۔ ناگ نے کہا

بھائیو! تم مجھے پکڑ نہ سکو گے۔ اللہ تعالےٰ
ہر شے پر قادر ہے۔ میں اس کا نام لے کر ایک بار پھر
تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ بے گناہ لڑکی کے خون سے
اپنے ہاتھ مت رنگو۔

پجاری چیخ رہے تھے۔ اس کو مار ڈالو۔ اس کو مار ڈالو۔ جونہی لوگ تلواریں خنجر نکال کر ناگ کے قریب آئے۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا اور وہ پہلی بار اڑن سانپ بن کر فضا میں بلند ہوا اور ان لوگوں کے سروں کے اوپر سے پھنکاریں مارتا ہوا چکر لگانے لگا۔ لوگ تو دم بخود ہو کر رہ گئے۔ ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ منہ حیرت کے مارے کھل گئے تھے۔ چتا پر بیٹھی بدقسمت لڑکی بھی حیران ہو کر سانپ کو فضا میں لوگوں کے سروں کے اوپر چکر لگاتے دیکھ رہی تھی۔ پجاری مہنت اور [illegible] والے پنڈت یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ کوئی دوسرا شخص ان کی جگہ لے اور لوگ ان کی بجائے اس آدمی کی طرف توجہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے [illegible] دیا۔

یہ جادوگر ہے۔ یہ شعبدہ بازی ہے۔ اس طرف
دھیان مت دو۔ چتا کو آگ لگا دی جائے

اور ایک پجاری نے جلدی سے چتا کو آگ لگا دی۔ چتا کی لکڑیوں پر گھی تیل ڈالا گیا تھا۔ سوکھی لکڑیوں نے ایکدم آگ پکڑ لی۔ ناگ نے یہ منظر دیکھا تو پھنکارتا ہوا غوطہ لگا کر چتا کے پاس آیا اور ایک دھاڑ ماری۔ زرد شیر کی شکل میں ظاہر ہو کر اتنی زور سے گرجا کہ کئی لوگ وہیں خوف کے مارے بے ہوش ہو گئے۔ باقی ادھر ادھر بھاگ گئے۔ پجاری اور پنڈتوں کی یہ حالت تھی کہ تھر تھر کانپ رہے تھے۔ شیر نے اپنا منہ کھول کر ایک دھاڑ ماری اور پجاری پنڈت چبوترے سے چھلانگیں لگا کر گاؤں کی طرف ایسے بھاگے کہ پھر انہوں نے مڑ کر بھی نہ دیکھا لڑکی بھی خوف سے سہمی ہوئی تھی۔ وہ ناگ کو کوئی اوتار یا دیوتا سمجھنے لگی تھی جو آسمانوں پر سے اس کی مدد کرنے آیا تھا۔ وہ مذہبی لڑکی تھی اور جانتی تھی کہ دیوتا انسانوں کی مدد کرنے کبھی کبھی زمین پر کسی نہ کسی روپ میں آجایا کرتے ہیں

ناگ نے جب میدان صاف دیکھا تو فوراً ناگ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انسانی شکل اختیار کرلی اور لڑکی سے کہا

میرے ساتھ چلو بہن!

لڑکی چتا سے اٹھی۔ ناگ کے آگے ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

مہاراج! میں آپ کی داسی ہوں۔ نوکر ہوں آپ جو حکم دیں گے ویسے ہی کروں گی۔

لڑکی ناگ کے ساتھ چتا کے چبوترے سے اتر پڑی۔ اس نے گھوم کر چتا پر رکھی اپنے خاوند کی لاش کو دیکھا اور ناگ سے بولی۔

میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی میرے دیوتا! مگر میرے ماں باپ سوتیلے ہیں۔ انہوں نے دولت لے کر میری شادی زبردستی اس کے ساتھ کر دی تھی۔ ابھی ہماری شادی کو دوسرا دن ہوا تھا کہ میرا خاوند ایک گھاٹی میں گر کر مر گیا۔

ناگ نے کہا۔

جو کچھ بھی ہے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہم تمہیں زندہ آگ میں جلتے نہیں دیکھ سکتے تھے میرے دوست اور ساتھی تالاب کے کنارے بیٹھے میری راہ دیکھ رہے ہیں۔ یہاں سے ادھر نکل چلو۔

ناگ اس لڑکی کو لے کر تھیوسانگ، ماریا کے پاس آ گیا ماریا کو دیکھ کر لڑکی نے کہا

میں مرنا نہیں چاہتی اور پھر زندہ آگ میں جلنا کون پسند کرتا ہے۔ مگر یہ لوگ مجھے زبردستی آگ میں ڈال رہے تھے۔

تھیوسانگ نے کہا

ناگ! ہمیں سب سے پہلے یہاں سے فرار ہو کر اس لڑکی کو کسی محفوظ جگہ پر پہنچانا ہوگا ورنہ گاؤں کے لوگ مل کر ہم پر حملہ کر سکتے ہیں اس حملے میں ہمیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا مگر اس لڑکی کی جان جانے کا خطرہ اپنی جگہ پر موجود ہے

ناگ بولا۔

تم لڑکی کو لے کر جنگل کو جانے والے راستے پر چلو میں سانپ بن کر تمہاری حفاظت کروں گا۔

تھیوسانگ اور ماریا نے لڑکی کو ساتھ لیا وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور گھوڑوں کو اس راستے پر ڈال دیا جو جنگل میں جاتا تھا۔ ناگ اڑنے والے سانپ کی شکل میں ان کے پیچھے پیچھے اڑتا چلا آ رہا تھا۔ ہندو پجاریوں نے جب یہ دیکھا کہ جادوگر ان کی لڑکی کو بھگا کر لے گئے ہیں تو وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سب کھل گئے۔ مگر ناگ کے جادو کے سامنے ان کی کوئی پیش نہیں چل سکتی تھی۔ بڑے پجاری نے کہا

مُردے کو جلا دیا جائے۔ ہم مُردے کی بیوی کو بہت جلد واپس لا کر اس چبوترے پر زندہ جلائیں گے۔

لوگ اپنے پجاریوں سے ڈرتے تھے۔ انہوں نے ان کی بات پر یقین کر لیا۔ مُردے کو آگ لگا دی گئی۔ مگر بڑے پجاری نے اپنے ایک جاسوس کو ناگ کے پیچھے روانہ کر دیا کہ وہ چھپ کر پتہ چلائے کہ یہ لوگ لڑکی کو لے کر کہاں جاتے ہیں۔ ناگ تھیوساگ اور ماریا لڑکی کو لیے جنگل میں نکل گئے۔ دوپہر کے وقت وہ ایک تالاب پر پہنچے جس کے کنارے ایک پرانا مندر بنا ہوا تھا۔

ماریا نے کہا

ہمیں یہاں کچھ دیر آرام کرنا چاہیے۔ لڑکی کو بھی آرام کی ضرورت ہے۔

اس لڑکی کا نام کوسما تھا۔ کوسما اگرچہ موت کے منہ سے نکل آئی تھی مگر اس پر اب بھی خوف چھایا ہوا تھا۔ ماریا تھیوساگ اور ناگ نے اسے تسلی بھی دی مگر وہ کہنے لگی کہ تم بڑے پجاری کے جادو سے واقف نہیں ہو۔

وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس نے ناگ سے کہا

تم نے جادو کے زور سے سانپ اور شیر بن کر مجھے موت کے منہ سے ضرور چھڑا لیا ہے مگر بڑا پجاری بہت جلدی یم راج کے ساتھی یم دوت کی مدد سے کوئی ایسا جادو چلائے گا کہ ہم اس سے بچ نہ سکیں گے۔

ناگ نے ہنس کر کہا

کوسما! جب تک تمہارے پجاری کا جادو حرکت میں آئے گا ہم یہاں سے بہت دور نکل چکے ہوں گے۔ ہم تمہیں کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیں گے۔

تھیوساگ نے پوچھا

کیا ہندوستان میں تمہارا کوئی رشتہ دار ہے؟

ماریا بولی۔

اگر تمہارا رشتہ دار نہ بھی ہو تب بھی ہم تمہیں ہندوستان پہنچا دیں گے۔ وہاں تم بڑے پجاری کے جادو سے محفوظ ہو گی۔

کوسما نے کہا۔

مجھے ہندوستان میں لے جانے کی بجائے اگر تم مجھے تمباسا پہنچا دو تو وہاں میرا ایک چچا رہتا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں اس کے پاس بالکل محفوظ ہوں گی۔

ناگ نے کہا۔

اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو ہم تمہیں ممباسا پہنچائے دیتے ہیں۔

کوسما نے انہیں بتایا کہ ممباسا وہاں سے مشرق کی جانب دو دن کے سفر پر ہے۔ تھیوسانگ ماریا اور ناگ کو عنبر کے پاس جانے کی بھی جلدی تھی مگر کوسما کی زندگی بچانی بھی ضروری تھی۔ چنانچہ انہوں نے یہی طے کیا کہ پہلے کوسما کو ممباسا پہنچایا جائے اس کے بعد وہ عنبر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ یہ لوگ ممباسا کی طرف چل پڑے۔

بڑے پجاری کا جاسوس ان کے پیچھے لگا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ لوگ کوسما کو لے کر اس شاہراہ پر چل پڑے ہیں جو ممباسا کو جاتی ہے تو اس نے واپس جا کر بڑے پجاری کو خبر کر دی۔ بڑا پجاری دل مسوس کر رہ گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ لڑکی کوسما ممباسا میں اپنے چچا کے پاس جا رہی ہے جو اس علاقے کا سب سے بڑا جادوگر ہے۔ جس کے جادو کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ اس نے گاؤں کے لوگوں سے یہی کہا کہ وہ بہت جلد کوسما کو واپس لے آئے گا۔ مگر دل میں طے کر لیا کہ اب وہ اس کے خلاف

کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔

تھیوسانگ ماریا اور ناگ نے کوسما کے ساتھ دو دن کا سفر طے کر لیا تو وہ ممباسا شہر کے قرب و جوار میں پہنچ گئے۔ کوسما انہیں اپنے چچا کے گھر لے گئی جس کا نام توغان تھا اسے کالے علم اور جادو پر بڑی مہارت حاصل تھی مگر اس نے اپنے اس علم کا راز کسی کو نہیں بتایا ہوا تھا۔ اس کی بھتیجی کوسما کو بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کا چچا توغان ایک جادوگر ہے توغان نے ناگ اور ماریا تھیوسانگ کو دیکھتے ہی اندازہ لگا لیا کہ یہ غیر معمولی لوگ ہیں۔ کوسما نے ناگ کے بارے میں تو صاف ہی بتا دیا کہ ناگ جادو جانتا ہے اور سانپ بن سکتا ہے۔ توغان مسکرایا۔

اس قسم کا جادو تو افریقہ کے جنگلی جادوگر اکثر کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال مجھے خوشی ہوئی ہے کہ تم لوگوں نے میری بھتیجی کو موت کے منہ سے بچا لیا۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

تھیوسانگ اور ناگ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اب وہ واپس جانا چاہتے ہیں مگر توغان بخوبی جانتا تھا کہ ان کی ماریا ایک ایسی لڑکی ہے جو اصل میں ایک غیبی عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے مگر شنو دیوی کے طلسم کی وجہ سے ظاہری حالت میں عمل پھر رہی ہے۔ توغان کو ایک غیبی عورت کی بڑی مدت سے تلاش تھی۔ وہ ایک ایسا عمل کرنا چاہتا تھا جس میں ایک غیبی عورت ہی اس کی مدد کر سکتی تھی توغان کے پاس افریقہ کا سارا جادو تھا مگر وہ غائب ہونے کا منتر نہیں جانتا تھا اور کسی غیبی عورت کا ملنا تو ناممکن ہی سے تھا اب جب اس نے دیکھا کہ ایک غیبی عورت اپنے آپ اس کے گھر میں آگئی ہے تو پھر وہ بھلا اسے کیسے جانے دیتا؟ اس نے کہا

تم لوگ میرے بچوں کی طرح ہو۔ میرے یار، آئے ہو تو مجھے اپنی میزبانی کا موقع دو۔ کم از کم دو تین روز تو میرے پاس ٹھہرو۔ اگرچہ میرے کوئی بیوی بچہ نہیں ہے مگر میرے نوکر اور کنیزیں تمہاری بہت خدمت کریں گے۔

توغان کا اخلاق بظاہر اتنا اچھا تھا کہ عنبر، ساگا، ناگ اور ماریا وہاں کچھ دیر رکنے پر مجبور ہو گئے۔ گوسما نے بھی ٹھہرنے پر بے حد اصرار کیا تھا۔ جب یہ لوگ توغان کے مکان میں رہنے کے لیے تیار ہو گئے تو توغان نے اپنا عمل شروع کر دیا۔ جب رات کا اندھیرا چاروں طرف چھا گیا تو توغان

چپکے سے اپنے مکان کے چور دروازے سے نکل کر جنگل کے درمیان ایک پرانے تالاب کے کنارے بنی ہوئی ایک سمادھ پر آگیا۔ سمادھ وہ چبوترہ ہوتا ہے جس میں ہندو مردے کی ہڈیاں چتا سے اٹھا کر کسی مرتبان میں ڈال کر دفن کر دی جاتی ہیں۔ کچھ ہڈیاں یہ لوگ دریائے گنگا میں بہا دیا کرتے ہیں اور کچھ اگر ضرورت ہو تو زمین میں دفن کر کے اوپر ایک چھوٹی سی برجی بنا دیتے ہیں جسے سمادھ کہتے ہیں۔ جس سمادھ پر توغان آیا تھا اس میں ایک ایسی عورت کی ہڈیاں دفن تھیں جو کالے جادو کا ایک عمل کرتے کرتے ہلاک ہو گئی تھی۔

توغان نے سمادھ کے پاس لوبان سلگایا اور منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ چاروں طرف جنگل ہی جنگل تھا جس میں رات کا اندھیرا اور خاموشی چھائی تھی۔ کسی وقت دور سے کسی شیر کی ہلکی سی گرج کی گونج سنائی دے جاتی تھی۔ دیر تک توغان منتروں کا جاپ کرتا رہا جب اس کا ورد پورا ہو گیا تو اس نے جیب سے ایک پڑیا نکال کر کھولی۔ اس میں سفید رنگ کا سفوف تھا۔ توغان نے سفوف کو سلگتے ہوئے لوبان کے اوپر ڈال دیا سفوف کے جلنے سے لوبان میں سے نیلے رنگ کا دھواں اٹھنا شروع ہو گیا اس دھوئیں کی پٹیں اپنے آپ سمادھ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھوٹی سی قبر کی طرف جانے لگیں۔ کی قبر میں داخل ہو رہی تھیں

توغان نے ایک بار پھر بلند آواز میں منتروں کا جاپ شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ لوبان میں سے نکلنے والا نیلا دھواں ختم ہو گیا۔ یہ سارے کا سارا دھواں ساجدہ کی قبر کے اندر چلا گیا تھا۔ توغان نے منتر پڑھنا روک دیئے اور غور سے ساجدہ کی طرف تکنے لگا۔ ساجدہ کی قبر مٹی کی ایک چھوٹی سی ڈھیری تھی۔ جس پر خشک گھاس اُگ رہا تھا۔ اس ڈھیری میں حرکت پیدا ہوئی۔ پھر ایک جگہ سے مٹی کا ڈھیلا اپنے آپ اکھڑ کر الگ جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی قبر کی ڈھیری میں جو سوراخ پیدا ہو گیا تھا اس کے اندر سے عورت کا ہاتھ باہر نکلا۔ اس ہاتھ کی کلائی میں چاندی کی چوڑیاں تھیں۔ انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں۔ ہاتھ کے باہر نکلتے ہی اپنا پنجہ پھیلا دیا۔ توغان خاموشی سے بیٹھا گہری نظروں سے اس ہاتھ کو دیکھ رہا تھا۔ ہاتھ میں سے اچانک ایک انگوٹھی اپنے آپ انگلی میں سے نکل کر توغان کے سامنے آن گری۔ پھر اندر سے عورت کی گونجتی ہوئی آواز آئی۔

"توغان! اس انگوٹھی کو لے جا۔ اسے اپنی انگلی میں پہن لے۔ پھر تو جو چاہے گا۔ ہو جائے گا۔"

اس آواز کے ساتھ ہی ہاتھ قبر کی ڈھیری کے اندر چلا گیا زمین پر گرا ہوا مٹی کا ڈھیلا اپنے آپ اوپر کو اٹھا اور سوراخ پر آن کر لگ گیا۔ قبر کی ڈھیری پر پہلے ایسی خاموشی چھا گئی۔ توغان نے انگوٹھی کو اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا اور اٹھ کر واپس اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ وہ بہت خوش تھا۔ اس کے عمل کا پہلا مرحلہ کامیابی سے پورا ہو گیا تھا اب اسے دوسرا مرحلہ شروع کرنا تھا جو اس سے زیادہ خطرناک تھا۔ بلکہ اصل مرحلہ ہی وہی تھا جس کی خاطر توغان نے اس جادوگر عورت کی لاش کی انگوٹھی حاصل کی تھی۔

توغان راتوں رات واپس اپنے گھر پہنچ گیا۔ کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گیا تھا، کب گیا تھا۔ توغان اپنے کمرے میں آکر پلنگ پر بیٹھ گیا۔ شمع جل رہی تھی۔ اس نے انگوٹھی کو انگلی سے اتار کر غور سے دیکھا۔ انگوٹھی پر کوئی طلسم نقش تھا۔ یہ طلسم سب سے بڑا طلسم تھا۔ توغان اس طلسم کو بخوبی جانتا تھا اور اس کی طاقت سے بھی واقف تھا۔ اس کے چہرے پر پُراسرار مسکراہٹ تھی۔ اس نے انگوٹھی دوبارہ اپنی بائیں انگلی میں پہن لی اور لیٹ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صبح ہونے ہی والی تھی۔ دن نکلا تو ناگ، ماریا اور تھیوسانگ بھی اپنے اپنے کمروں سے نکل کر باہر صحن میں آگئے جہاں کرسیاں بچھی تھیں اور ناشتہ لگا دیا گیا تھا کوسما بھی وہاں آگئی۔ تھوڑی دیر میں توغان بھی مسکراتا ہوا آگیا۔ وہ آج بڑا خوش تھا اور کبھی کبھی ماریا کو گہری نگاہ سے دیکھ لیتا تھا۔ انہوں نے خوش گوار باتوں کے ماحول میں ناشتہ کیا۔ ناشتے کے بعد توغان نے کوسما سے کہا کہ وہ مہمانوں کو جنگل والی جھیل کی سیر کرا لائے تھیوسانگ نہیں جانا چاہتا تھا مگر توغان نے کچھ ایسی باتیں کیں کہ وہ بھی چلنے پر تیار ہوگیا۔

جب یہ سب لوگ چلے گئے اور مکان خالی ہوگیا تو توغان چپکے سے ماریا کے کمرے میں داخل ہوگیا۔ یہاں ماریا کا بستر بچھا ہوا تھا۔ نوکروں نے بستر لپیٹنے سے پہلے طے کر دیا تھا۔ توغان نے دروازہ بند کر رکھا تھا اس نے نگی والی انگوٹھی ماریا کے سرہانے کے غلاف کے اندر بھری ہوئی روئی میں ڈال دی اور غلاف کو پھر سے ٹھیک کرکے اسے بستر پر اسی طرح رکھ دیا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے ماریا اور اس کے ساتھیوں کو جھیل کی طرف روانہ کیا تھا۔

دوپہر کو سب جھیل سے واپس آگئے۔ ماریا نے آتے

ہی کہا کہ وہ جھیل کی سیر سے بہت خوش ہوئی ہے توغان نے کہا "یہ جھیل بڑی شاندار ہے اسے دیکھنے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ آیئے کھانا کھا لیں کھانا تیار ہے۔"

کھانے کے بعد توغان کی خواہش تھی کہ ماریا اپنے کمرے میں جاکر سو جائے۔ وہ صاف صاف نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس نے بہانے سے کہا کہ اس ملک کا موسم ایسا ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر ضرور آرام کر لینا چاہیئے نہیں تو صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ناگ نے کہا کہ اسے تو نیند نہیں آ رہی۔ تھیوسانگ نے بھی سونے کی بجائے باہر جاکر سیر کرنا زیادہ پسند کیا۔ ماریا بھی سونا نہیں چاہتی تھی مگر توغان کے اصرار پر وہ اپنے کمرے میں جاکر بستر پر لیٹ گئی۔ تھیوسانگ اور ناگ باہر شہر کی سیر کرنے چل دیئے۔ کوسما باورچی خانے میں جاکر رات کے کھانے کا انتظام کرنے لگی۔ توغان اپنے کمرے میں آگیا۔ اس نے دروازے کو بند کرکے اندر سے کنڈی لگا دی۔ الماری سے ایک گول شیشہ نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھ دیا اور اس میں غور سے تکنے لگا پہلے تو شیشے میں اسے اپنی شکل ہی نظر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد اس کی شکل دھواں بن کر غائب ہو گئی۔ اب وہاں ماریا کی شکل ابھر آئی۔ ماریا اپنے بستر پر بیٹھی تھی۔ اس کا سر سرہانے پر تھا جس کے اندر طلسمی انگوٹھی چھپا دی گئی تھی۔

ماریا کچھ بے چین سی نظر آ رہی تھی۔ وہ سرہانے پر اپنے سر کو ادھر ادھر کر رہی تھی۔ جیسے اسے نیند نہ آ رہی ہو۔ طلسمی انگوٹھی نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ ماریا نے دو چار بار بے چینی سے پہلو بدلا۔ اپنے سر کو سرہانے پر ادھر ادھر مارا اور پھر جیسے اس پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ توغان کی آنکھیں شیشے پر جمی ہوئی تھیں۔ ماریا کے ساتھ اب ایک عجیب بات ہوئی۔ وہ بے ہوش ہونے کے بعد بے حس و حرکت ہو گئی تھی۔ اچانک اس نے چھوٹا ہونا شروع کر دیا۔ چھوٹے ہوتے ہوتے وہ ایک چڑیا کے سائز جتنی ہو گئی۔ اس کے بعد ماریا کی جگہ سرہانے پر الو کا چھوٹا سا پنجہ پڑا تھا۔

توغان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اسے اسی الو کے پنجے کی ضرورت تھی۔ الو کے اس پنجے کے بغیر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا اور یہ طلسمی پنجہ صرف ایک غیبی عورت کی مدد سے ہی حاصل کیا جا سکتا

تھا۔ توغان نے جلدی سے شیشہ اٹھا کر الماری میں رکھا اور دروازہ کھول کر ماریا کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

ماریا جو تھوڑی دیر پہلے بستر پر پہلو بدل رہی تھی اب وہاں موجود نہیں تھی۔ اس کی جگہ بستر کے تکیے پر الو کا چھوٹا سا کالا پنجہ پڑا تھا۔ توغان نے پنجہ اٹھا کر جیب میں رکھا اور دبے پاؤں کمرے سے واپس نکل آیا۔ اپنے کمرے میں آ کر توغان نے الو کے پنجے کو الماری کے سب سے اوپر والے خانے میں سنبھال کر رکھ کر دروازہ کو تالا لگا دیا۔ اب اسے اپنا دوسرا اور آخری مرحلہ شروع کرنا تھا۔ ماریا الو کے پنجے کی شکل میں اس کے قبضے میں آ چکی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ماریا کے غائب ہو جانے سے وہاں بڑا طوفان اٹھے گا مگر وہ اس کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ جب شام ہونے لگی تو کوسما اور تھیوسانگ اور ناگ کو قدرے فکر ہوئی کہ ماریا کہاں چلی گئی۔ ناگ نے خالی خالی آنکھوں سے تھیوسانگ کی طرف دیکھا اور کہا۔ تھیوسانگ! ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی۔

ناگ نے ناک سکیڑی۔ واقعی ماریا کی خوشبو غائب تھی

اس کے بعد کیا ہو یہ جاننے کے لئے
اگلی قسط نمبر ۱۳۸ آدم خور شکاری پڑھنا نہ بھولئے گا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ناگ ماریا اور کیپٹن خلا میں

اے حمید

مکتبہ اقرأ